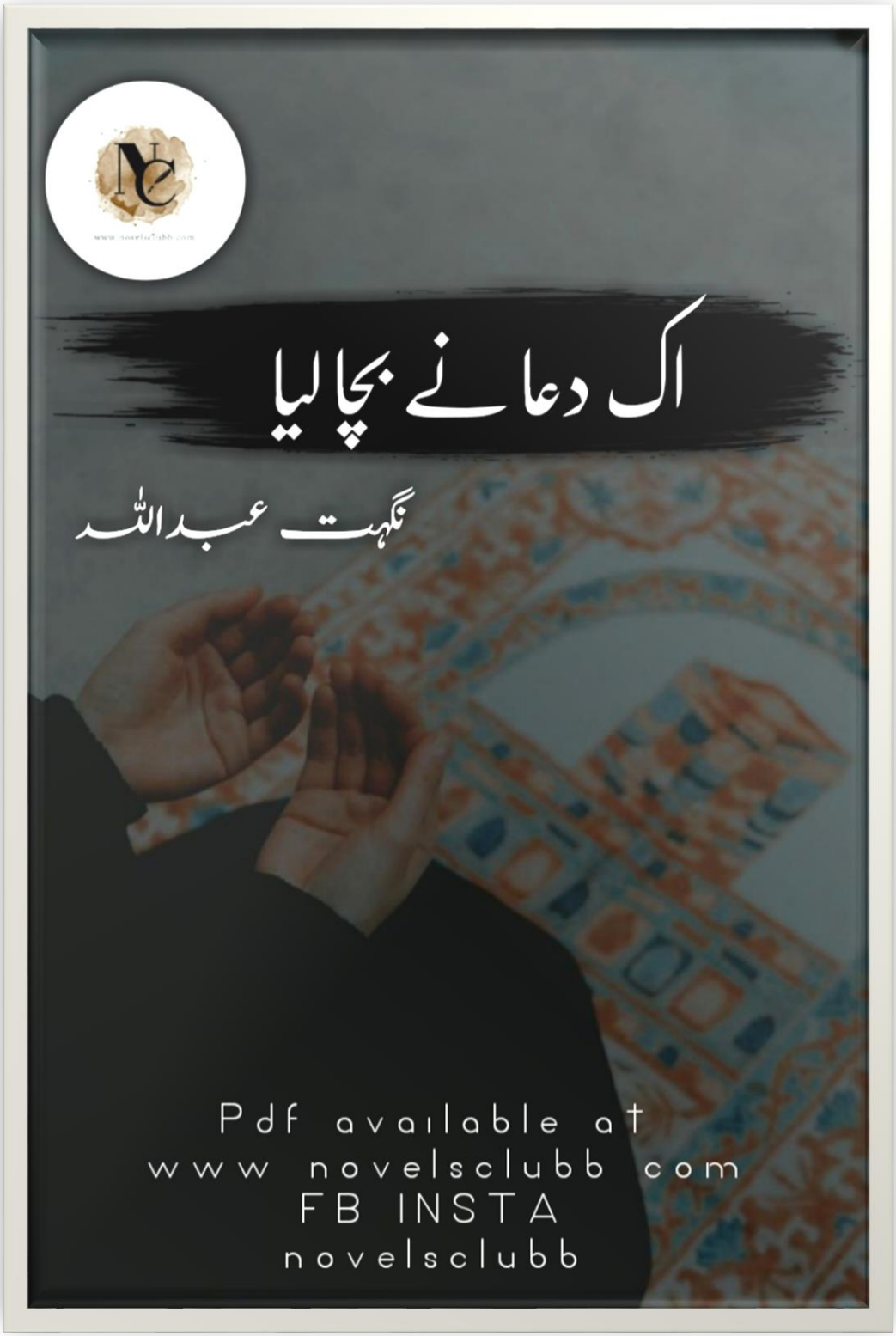
اک دعا نے بچا لیا
نگہت عبداللہ
Pdf available at
www novelsclubb com
FB INSTA
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

اک دعا نے بچا لیا

از

نگہت عبداللہ

www.novelsclubb.com

مکمل ناول

نگہت عبداللہ

اک دعا نے بچا لیا

digest novels lovers group

اتنی تھکن کے باوجود وہ سارے پھیلاوے سمیٹنے میں لگ گئی۔ امی نے کہا بھی کہ صبح کر لیں گے لیکن وہ نہیں مانی کیونکہ صبح اس کا جلدی اٹھنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اور وہ یہ بھی نہیں چاہتی تھی کہ امی اکیلی سب سمیٹتی پھریں اس لیے وہ اس وقت تک اپنے بستر میں نہیں گئی جب تک سب سمیٹ کر برآمدے سے آنگن تک سب صاف ستھرا نہیں کر دیا اور جب اپنے بستر پر لیٹی تو حقیقتاً اس کی چیخ نکل گئی تھی شاید اکڑی ہوئی کمر کو سیدھا کرنے میں تکلیف ہوئی تھی۔ اس کے بعد وہ لحاف میں منہ چھپا کر ہنسنے لگی۔ یہ اس کی عادت تھی کہ کسی بھی غیر اختیاری حرکت پر وہ بے اختیار ہنستی تھی خواہ اس میں ہنسنے کا کوئی پہلو نہ ہو۔ بہرحال اتنے دنوں سے گھر میں بھائی جان کی شادی کا ہنگامہ تھا اور آج ولیمے کی تقریب پر گویا اس ہنگامے کا اختتام ہوا تھا۔ اس لیے وہ سارے کام نمٹا کر اب اس اطمینان سے لیٹی تھی کہ صبح اپنی مرضی سے اٹھے گی، اور اس کی صبح دوپہر بارہ ایک بجے سے پہلے ممکن نہیں تھی کیونکہ سونے میں تین تو بج ہی گئے تھے۔

"رومی! ارے رومی! جلدی اٹھو۔" آٹھ بجے ہی چھوٹے بھائی نے اس کے سر سے لحاف کھینچ کر جھنجھوڑا تو وہ چیخ پڑی۔

"کیا مصیبت ہے۔ میں نہیں اٹھ رہی۔" اس نے دوبارہ منہ چھپانا چاہا لیکن چھوٹے بھائی نے سارا لحاف کھینچ لیا۔

"بھائی! ایمان سے میں رات تین بجے سوئی تھی، بہت تھکی ہوئی ہوں تھوڑی دیر اور سونے دیں۔" وہ نیند سے بھری آنکھوں کو بند کرتی کھولتی عاجزی سے بولی۔

"بھائی کی زندگی خراب کر کے خود چین سے سونا چاہتی ہو۔ ہرگز نہیں۔" چھوٹے بھائی نے پتا نہیں کیا کہا تھا۔ اس کی نیند بھک سے اڑ گئی۔

"کیا کیا کہا آپ نے؟ کس کی زندگی خراب کی ہے میں نے۔؟"

"بھائی جان کی دلہن تم نے پسند کی تھی ناں؟"

"ہاں اور بھائی جان بہت خوش ہیں۔ کل دیکھا

Scanned with CamScanner

نہیں تھا، کیسے اترائے اترائے پھر رہے تھے۔" اس نے فوراً" اعتراف کے ساتھ کہا تو چھوٹے بھائی منہ بنا کر بولے۔

"خوش۔ بیچارے صورت دیکھ کر خوش ہو گئے ہوں گے۔"

"جی نہیں، عادت کی بھی بہت اچھی ہیں بھابھی، پورا ایک سال تک ان کے ہاں آنا جانا رہا ہے اور ان کی صورت سے زیادہ سیرت نے مجھے متاثر کیا تھا۔ جب ہی تو میں نے انیس بھائی جان کے لیے پسند کیا۔ اگر مغرور، نک چڑھی ہوتیں تو میں کبھی امی کو لے کر نہ جاتی۔ وہ ان کی بات سے اختلاف کرتے ہوئے بولی۔

"تمہارا مطلب ہے۔ میں غلط کہہ رہا ہوں۔" چھوٹے بھائی کے غصے پر وہ عادت کے مطابق ہنستی ہوئی بولی۔

مجھے تو اب تک یہ پتا نہیں چلا کہ آپ کہنا کیا چاہ رہے ہیں۔

میں تمہیں یہ بتا رہا ہوں کہ بھابھی بیگم انتہائی مغرور، نک چڑھی اور جانے کیا کچھ ہیں۔"

"یہ ایک ہی دن میں آپ کو ان کے بارے میں اتنا کچھ کیسے معلوم ہو گیا جبکہ آپ کی تو ابھی ان سے باقاعدہ ملاقات بھی نہیں ہوئی ہوگی۔"

"ہو چکی ابھی ابھی۔" چھوٹے بھائی جل کر بتانے لگے۔ خاتون، امی کے ساتھ کچن میں کھڑی تھیں۔ میں نے سلام کیا تو انتہائی نروٹھے پن سے جواب دیا۔ پھر میں نے کہا بھابھی آپ کے تو یہ دن عیش کرنے کے ہیں یہاں کچن میں کیا کر رہی ہیں۔ اس پر انتہائی ناگواری سے بولیں۔ تم اپنے کام سے کام رکھو۔"

"نہیں بھائی!" اسے یقین نہیں آیا۔

"ہاں بہن! جاؤ ان کا یہ اصلی روپ تم بھی دیکھ آؤ۔" ان کے انداز پر وہ پھر ہنسی اور لحاف کھینچ کر اپنے اوپر ڈالتے ہوئے بولی۔

"اب جب ساری زندگی ہی دیکھنا ہے تو کچھ دیر نہ دیکھنا اچھا۔"

چھوٹے بھائی اس کے لحاف پر زور دار گھونسہ جماتے اٹھ کر چلے گئے۔ اس کی نیند اڑ چکی تھی لیکن لحاف کی گرمی سے کچھ دیر میں سو بھی گئی۔

پھر دوپہر میں امی کے اٹھانے پر بھی وہ نہیں اٹھی، اس کے بعد جب بھابھی نے بہت پیار سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر کر اٹھایا تو وہ نہ صرف اٹھ گئی بلکہ بہت حیران ہو کر انہیں دیکھنے لگی تھی۔

"اس طرح کیا دیکھ رہی ہو۔ بھئی تم ہی تو اتنی چاہ سے مجھے بھاوج بنا کر لے آئی ہو۔" بھابھی کی نرم و دھیمی مسکراہٹ پر اس نے بے اختیار ان کے گلے میں بازو ڈال دیے۔

"میں یقین کر رہی تھی کہ آپ واقعی اس گھر میں آ چکی ہیں۔"

"اب آگیا یقین۔" بھابھی نے اس کی ٹھوڑی چھو کر کہا تو وہ جھینپ کر ہنس پڑی۔

"چلو اب جلدی سے منہ ہاتھ دھو کر ڈرائنگ روم میں آجاؤ۔ کیونکہ کھانا لگ چکا ہے۔"

"بس ابھی آئی۔" وہ چٹکی بجاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

ڈرائنگ روم میں ایک صرف چھوٹے بھائی موجود نہیں تھے اور ان کی غیر موجودگی اس نے فوراً" یوں محسوس کی کہ ان کی کہی والی باتیں سوچتی آئی تھی جن کی ابھی لنی ہو گئی تھی۔ جس سے وہ یہی سمجھی کہ انہوں نے اس کے ساتھ مذاق کیا ہے اور کیونکہ اس کا چھوٹے بھائی کے ساتھ ایسے ہی مذاق چلتا تھا۔ اس لیے وہ ہنس ہنس کر سب کو بتانے لگی۔

"سچ امی! چھوٹے بھائی نے تو مجھے ڈرا دیا تھا۔ ایسا خوفناک نقشہ کھینچا بھابھی کا اور انتہائی سنجیدگی سے، مجھے ذرا بھی شبہ نہیں ہوا کہ وہ مذاق کر رہے ہیں۔"

"وہ مذاق نہیں کر رہا تھا۔ میں واقعی اتنی خوفناک ہوں۔" بھابھی نے مسکرا کر کہا۔

"خوفناک ہوتیں تو جب آپ مجھے اٹھا رہی تھیں تب میں آپ کو دیکھتے ہی چیخ مار کر بے ہوش ہو جاتی۔ اس کے برعکس مجھے لگا جیسے میں پریوں کے دیس میں آگئی ہوں۔"

اس نے پوری ایمانداری سے بھابھی کی تعریف کی تھی۔ یوں بھی وہ بہت پہلے سے ان کی گرویدہ ہو چکی تھی۔ ایک ڈیڑھ سال پہلے جب اس نے کالج میں

Scanned with CamScanner

ایڈمیشن لیا تھا تو وہاں سب سے پہلے اس کی عاصمہ سے دوستی ہوئی تھی جس کا گھر کالج کے قریب ہی تھا اور عاصمہ کے اصرار پر ایک روز وہ اس کے گھر گئی تو اس کی باجی شبنم کو دیکھ کر اسے لگا تھا جیسے وہ کسی اور خوب صورت دنیا کی باسی ہوں۔ گلابی رنگت پر سبک سا ناک نقشہ اس پر دھیمے لہجے میں بات کرنا' وہ تو اسی وقت ان کی دیوانی ہو گئی تھی اور پھر صرف انہیں دیکھنے اور ان سے باتیں کرنے کے شوق میں وہ اکثر کالج سے نکلتی تو عاصمہ کے ساتھ اس کے گھر چلی جاتی۔ اس وقت اسے یہ خیال کبھی نہیں آیا تھا کہ وہ انہیں اپنی بھابھی بنائے گی اور جب بھائی جان کے لیے لڑکی دیکھنے کا سلسلہ شروع ہوا تو اس وقت اتفاق سے اس کے فرسٹ ایئر کے امتحان ہو رہے تھے' اس لیے اسے بس یہ پتا ہوتا تھا کہ امی کہیں نہ کہیں جا رہی ہیں۔ آپی نے بھی اپنی سسرال میں ایک دو لڑکیاں بتائی تھیں۔ امی وہ بھی دیکھ آئیں اور ایک روز جب امی اور آپی سب دیکھی ہوئی لڑکیوں میں سے ایک کا انتخاب کرنے بیٹھی تھیں۔ تب اچانک اسے عاصمہ کی باجی کا خیال آیا تھا اور وہ اسی وقت امی کو اس کے گھر لے گئی تھی۔

اسے یقین تھا کہ امی نے اب تک جتنی لڑکیاں دیکھی ہیں ان میں کوئی ایک بھی شبنم جیسی نہیں ہوگی اور واقعی امی نے نہ صرف اس بات کا اعتراف کیا بلکہ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں جب تک شبنم کے لیے ہامی نہیں بھر والی تھی اور وہ زیادہ خوش یوں تھی کہ جنہیں دیکھنے کے لیے بھاگ بھاگ کر ان کے گھر جانا پڑتا تھا۔ وہ آپ اس کے گھر میں آ گئی تھیں۔

شبنم بھابھی کا ابھی بھی وہی انداز تھا' دھیمے لہجے میں بات کرتیں اور ہمہ وقت ایک نرم مسکراہٹ ان کے لبوں پر پھیلی رہتی۔ حقیقتاً بہت محبت کرنے والی تھیں اور آتے ہی گھر کے کام کاج میں امی کا ہاتھ بھی بٹانے لگی تھیں' امی لاکھ منع کرتیں لیکن ان کا ایک ہی جواب ہوتا کہ انہیں بالکل اچھا نہیں لگتا کہ امی کام کریں اور وہ آرام سے بیٹھی رہیں۔ بہرحال اتنی نیک سیرت بہو سے سب ہی خوش تھے سوائے چھوٹے بھائی کے انہیں ابھی بھی یہ شکایت تھی کہ بھابھی ان سے سیدھے منہ بات نہیں کرتیں۔ جس پر کوئی بھی یقین کرنے کو تیار نہیں تھا اور اس وقت تو وہ چھوٹے بھائی سے باقاعدہ الجھ رہی تھی۔

"آخر آپ کو ان کا انداز نروٹھا کیوں لگتا ہے' جبکہ میں نے تو کبھی ان کے ہونٹوں سے مسکراہٹ جدا ہوتے نہیں دیکھی۔"

"دو غلی ہیں وہ' تمہارے سامنے ہنستی ہیں اور مجھے دیکھتے ہی پیشانی پر بل ڈال لیتی ہیں۔ تم کبھی غور کرو تو پتا چلے۔" چھوٹے بھائی سخت شاکی تھے۔

"اچھا اب میں غور کروں گی لیکن آپ جان بوجھ کر کوئی ایسی بات نہ کہہ دیجئے گا جو واقعی ناگوار گزرنے والی ہو۔" اس نے کہا تو چھوٹے بھائی خفگی سے بولے۔

ارے میں ایسی کوئی بات کیوں کروں گا۔ وہ ہماری بڑی بھاوج ہیں۔ ان کی عزت و احترام میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ عمر میں میں بے شک ان سے بڑا ہوں لیکن کہلاؤں گا چھوٹا دیور۔"

"اچھا خاموش ہو جائیں' بھابھی آ رہی ہیں۔" بھابھی کو آتے دیکھ کر اس نے دھیمی آواز میں کہا پھر فوراً ان کی طرف متوجہ ہو کر بولی۔

"آیئے بھابھی! کبھی ہمارے پاس بھی بیٹھ جایا کریں۔"

"اس وقت نہیں بیٹھ سکتی کیونکہ چولہے پر دودھ رکھ کر آئی ہوں۔ بس جلدی سے یہ بتاؤ کہ چائے کے ساتھ تم لوگ کچھ کھانا پسند کرو گے؟" بھابھی بہت عجلت میں بولیں تو وہ چھوٹے بھائی کو دیکھنے لگی۔

"آپ بتائیں بھائی!"

"ارے بھابھی جو کھلا دیں کھا لیں گے۔" چھوٹے بھائی نے کہا تو بھابھی نے اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا۔

"اچھی بات ہے۔"

"اب بتایئے۔" بھابھی کے جاتے ہی اس نے چھوٹے بھائی کو ٹوکا۔ "ان کے منہ سے پھول جھڑ رہے تھے یا شعلے نکل رہے تھے؟"

Scanned with CamScanner

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تمہارے سامنے ایسی ہیں۔"

"کمال کرتے ہیں آپ بھی۔" وہ درمیان میں بول پڑی۔ "میری بھلا حیثیت ہی کیا ہے، جو مجھ سے خائف ہوں گی۔ مجھ سے تو آپی کے بچے کبھی نہیں ڈرتے۔ جتنا رعب ڈالنے کی کوشش کرتی ہوں اتنا سر چڑھتے ہیں۔"

"تم رعب ڈالنے کے ساتھ ہنستی جو ہو اور بچوں میں بچہ بھی بنی رہتی ہو۔"

"بہرحال آپ بھابھی کو غلط سمجھ رہے ہیں جبکہ ان کے بارے میں امی کا یہ کہنا بالکل ٹھیک ہے کہ ایسی نیک، پاک باز اور محبت کرنے والی بہو قسمت والوں کو ہی ملتی ہے اور اس معاملے میں امی خوش قسمت ترین خاتون ہیں۔" وہ کہتی ہوئی چھوٹے بھائی کے پاس سے ہٹ گئی تھی۔

. ☆ .. ☆ .*

پھر کتنے بہت سارے دن گزر گئے۔ وہ اب چھوٹے بھائی کی باتوں پر دھیان نہیں دیتی تھی اور زیادہ وقت بھابھی کے ساتھ لگی رہتی۔ بلکہ بھابھی خود ہی اسے اپنے ساتھ لگائے رکھتی تھیں۔ کیونکہ وہ کچن کے کاموں میں بالکل اناڑی تھی۔ ایک چائے بھی بناتی تو پورا سامان پھیلا دیتی تھی اور بھابھی نے بہت طریقے سے اسے ٹرینڈ کرنا شروع کیا تھا۔ خاص طور سے اس سے کوئی کام نہیں کہتی تھیں۔ بس باتوں باتوں میں کچھ نہ کچھ اس کے ہاتھوں میں تھما دیتیں۔

"یہ پیاز کاٹ دو۔ میں جب تک گوشت دھو لوں۔"

"اف! تمہارے بھائی جان تو آتے ہی کھانا مانگیں گے اور ابھی آٹا بھی گوندھنا ہے۔" وہ اپنے آپ آٹا نکال کر گوندھنے لگی۔

"نماز کا وقت نکلا جا رہا ہے۔ تم ذرا سالن بھون دو رومی! میں نماز پڑھ کر آتی ہوں۔" اور اسے پتا بھی نہیں چلتا تھا کہ اس نے کھڑے کھڑے اتنے کام کر لیے ہیں۔ ورنہ امی تو ذرا سا کچن میں جھانکنے کو کہتی تھیں اور وہ صاف منع کر دیتی تھی۔ اصل میں وہ گھر میں سب سے چھوٹی تھی۔ اس لیے بھی ذرا لاڈلی تھی۔

پھر ایک تو اس کے مزاج میں شوخی کے ساتھ کچھ لاپروائی تھی۔ دوسرے ہلا گلا پسند کرتی تھی۔ جب آپی کے بچے آتے اس وقت سارے گھر میں بس اس کی آواز اور قہقہے سنائی دیتے تھے۔ اس وقت بھابھی اس پر سالن بھوننے کی ذمہ داری ڈال کر نماز پڑھنے گئی تھیں کہ آپی آ گئیں اور بچوں کی آواز سنتے ہی وہ چولہا بند کیے بغیر بھاگی آئی تھی۔

"خالہ! میں فرسٹ آیا ہوں۔" کاشی نے اسے دیکھتے ہی چیخ کر بتایا۔

"ارے واہ واہ! پھر تو مٹھائی بھی لائے ہو گے؟" وہ کاشی کو اٹھا کر اسے گول گول چکر دیتی ہوئی اس سے اونچی آواز میں بولی۔

"ٹافی لایا ہوں اچھی والی۔" کاشی نے کہا تو وہ ایک دم رک گئی۔

"ہٹو کنجوس۔ اِتّی بڑی خالہ کے لیے اِتّی سی ٹافی۔"

"کتّی بڑی؟" عقب سے دولہا بھائی نے اس کی چوٹی کو جھٹکا دے کر کہا تو وہ چیخ پڑی۔

"آپ سے بات نہیں کر رہی۔"

"واقعی پھر تو میری بچت ہو گئی۔" دولہا بھائی نے خوشی کا اظہار کیا۔ "چلو بچو! خالہ ہمارے ساتھ نہیں جا رہیں۔"

"کہاں؟" اس نے فوراً پوچھا تو دولہا بھائی انجان بن کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

"میں فرسٹ آیا ہوں ناں خالہ! ابو کہہ رہے تھے۔ ہمیں بہت ساری سیر کرائیں گے اور مٹھائی بھی کھلائیں گے۔" کاشی کے بتانے پر وہ اچھل پڑی۔

"ہاں تو میں چل رہی ہوں ناں۔ بس ابھی تیار ہو کر آتی ہوں۔" اس نے اپنے کمرے کی طرف دوڑ لگا دی۔

کچھ دیر بعد جب وہ تیار ہو کر اپنے کمرے سے نکلی تو سارے میں دھواں پھیلا تھا اور سب کھانس رہے تھے۔ پھر بھی اسے یاد نہیں آیا کہ وہ سالن بھونتے میں چھوڑ آئی تھی۔ کھانستے ہوئے پوچھنے لگی۔

"یہ دھواں کیسا ہے؟"

"تمہاری کارستانی ہے، ذرا سا سالن نہیں دیکھ

Scanned with CamScanner

سکتی تھیں۔ کم از کم چولہا ہی بند کر دیتیں۔" امی نے اسے بری طرح ڈانٹنا شروع کیا۔

"چولہا بند کرنے کو تو نہیں کہا تھا بھابھی نے۔" وہ بسور کر بولی۔

"تمہیں خود عقل نہیں ہے۔ بس خالی کھی کھی آتی ہے یا سیر سپاٹے چاہئیں تمہیں۔ کوئی ضرورت نہیں کہیں جانے کی۔"

امی سخت غصے میں تھیں اور اس کا موڈ بھی خراب ہو گیا وہیں سے پلٹ کر اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔ پھر لاکھ کاشی نے اس کا دروازہ پیٹا آپی نے کتنی بار آ کر پکارا لیکن اس نے دروازہ نہیں کھولا حالانکہ اس کی ناراضگی زیادہ دیر کی نہیں ہوتی تھی پتا نہیں اس وقت کیا ہو گیا تھا جو وہ کان بند کیے بیٹھی تھی۔ پھر رات کے کھانے پر جب بھابھی نے دھمکی دی کہ اس کے بغیر وہ بھی کھانا نہیں کھائیں گی تب دروازہ کھولنے کے ساتھ ہی وہ زور زور سے ہنسنے لگی۔

"دیکھا، کیسا پریشان کیا سب کو۔"

"تو تم جان بوجھ کر پریشان کر رہی تھیں۔ بہت بری بات ہے۔ آپی بھی ناراض ہو کر گئی ہیں۔" بھابھی نے دھیرج سے سرزنش کی۔

"امی کو نہیں دیکھا تھا آپ نے، سب کے سامنے ڈانٹ کر رکھ دیا۔"

"غلط تو نہیں ڈانٹا تھا۔ خیر چلو کھانا کھاؤ۔" بھابھی بات ختم کرتی آگے بڑھ گئیں تو وہ بھی ان کے پیچھے چل پڑی کہ ان کی بات ٹالنا اختیار میں نہیں تھا یا شاید وہ موقع ہی نہیں دیتی تھیں۔ جانے کیسا سحر تھا ان کی شخصیت میں کہ گھر کا کوئی فرد ان کی کسی بات سے اختلاف کر ہی نہیں سکتا تھا۔ یہاں تک کہ چھوٹے بھائی بھی نہیں جو ابھی بھی انہیں مغرور اور دوغلی کہتے تھے۔ جس پر وہ پہلے ان کے ساتھ الجھ پڑتی تھی اور ادھر کچھ عرصے سے خاموشی اختیار کر لی تھی۔ لیکن اسے برا بہت لگتا تھا کیونکہ اس چھ ماہ میں اس نے تو بھابھی میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھی تھی۔ کبھی امی سے اونچی آواز میں نہیں بولیں۔ نہ اس پر کوئی تنقید اور جب آپی آئیں تب بھی ان کی پیشانی پر کوئی بل

بیوٹی بکس کا تیار کردہ

سوہنی ہیئر آئل

★ گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے،
★ نئے بال اُگاتا ہے
★ بالوں کو مضبوط اور چمکدار بناتا ہے
★ مردوں عورتوں اور بچوں کے لیے یکساں مفید
★ ہر موسم میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

"سوہنی ہیئر آئل"
12 جڑی بوٹیوں کا مرکب ہے اور اس کی تیاری کے مراحل بہت مشکل ہیں لہذا یہ تھوڑی مقدار میں تیار ہوتا ہے یہ بازار میں یا کسی دوسرے شہر میں دستیاب نہیں کراچی میں دستی خریدا جاسکتا ہے ایک شیشی کی قیمت صرف /60 روپے ہے، دوسرے شہر والے منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ پارسل سے منگوالیں، رجسٹری سے منگوانے والے منی آرڈر اس حساب سے بھجوائیں۔

قیمت /60 روپے

ایک شیشی کے لیے ___ -/80 روپے
2 شیشیوں کے لیے ___ -/140 روپے
3 شیشیوں کے لیے ___ -/210 روپے

نوٹ! اس میں ڈاک خرچ اور پیکنگ چارجز شامل ہیں

منی آرڈر بھیجنے کے لیے ہمارا پتا:
بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ سیکنڈ فلور ایم اے جناح روڈ کراچی

دستی خریدنے والے حضرات سوہنی ہیئر آئل ان پتوں سے حاصل کریں
و بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ سیکنڈ فلور ایم اے جناح روڈ، کراچی
و مکتبۂ عمران ڈائجسٹ 37 اردو بازار کراچی فون نمبر 7735021

Scanned with CamScanner

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نہیں آتا تھا بلکہ ان کے بچوں کے کام بھی کر دیتی تھیں۔ پھر پتا نہیں چھوٹے بھائی کس حساب سے انہیں ایسا کہتے تھے۔ بہرحال ان کے کہنے یا سمجھنے سے گھر میں کوئی رنجش نہیں ہوئی تھی اور شاید اس کا کریڈٹ بھی بھابھی کو جاتا تھا جو چھوٹے بھائی کی اکثر الٹی سیدھی باتوں کو یکسر نظرانداز کر دیتی تھیں۔

. ☆ .. ☆ .*

یونہی کتنے دن گزر گئے۔ وہ امتحانوں سے فارغ ہوئی تو اس دن آپی کے گھر جانے کو تیار ہو گئی۔ کیونکہ اتنے دنوں سے گھر میں کوئی ہلا گلا نہیں ہوا تھا اور کہیں جانے کا تو سوال ہی نہیں تھا۔ اب فارغ ہوئی تھی تو آرام سے بیٹھنا اس کے لیے بہت مشکل تھا۔ پہلے تو چھوٹے بھائی کہیں نہ کہیں گھمانے لے جاتے تھے لیکن اب ان کے پاس وقت نہیں تھا۔ وہ امی کے سر ہو گئی کہ اسے آپی کے ہاں چھوڑ آئیں' وہ کچھ دن وہیں رہے گی اور امی کو اس کے جانے پر نہیں وہاں رہنے پر اعتراض تھا۔

"وہاں رہنے کی کوئی تک نہیں ہے' بس شام تک واپس آجانا۔"

"کیوں واپس آجانا۔ اتنے دنوں بلکہ مہینوں کے بعد جا رہی ہوں آپی بھی نہیں آنے دیں گی۔" وہ کہتی ہوئی تیار ہونے چلی گئی اور جب واپس آئی تو ہاتھ میں بیگ بھی تھا جسے دیکھ کر بھابھی تعجب سے پوچھنے لگیں۔

"تو تم واقعی وہاں رہو گی؟"

"جی ہاں' کیونکہ اب مابدولت کی چھٹیاں ہیں۔" وہ اترا کر بولی۔

"چھٹیوں کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ اپنا گھر چھوڑ کر۔"

"ارے بھابھی! وہ بھی اپنا گھر ہے۔" وہ ان کی بات کاٹ کر بولی۔ "دولہا بھائی کوئی غیر تھوڑی ہیں اپنے چچازاد ہیں۔"

"ہوں۔" بھابھی سر ہلا کر رہ گئیں۔

آپی سے زیادہ کاشی اور پنکی اسے دیکھ کر خوش ہو گئے اور جب اس نے بتایا کہ وہ کچھ دن ان کے پاس رہے گی تو دونوں اچھل اچھل کر تالیاں بجانے لگے۔ وہ خود بھی ان کے ساتھ مل گئی۔

"یہی باتیں مانگتی ہے یہ بھلا بتاؤ اتنی بڑی ہو گئی۔ کوئی دیکھے تو کیا کہے۔" امی آپی سے کہہ رہی تھیں۔

"کوئی اتنی بڑی نہیں ہوئی۔ یہی تو دن ہوتے ہیں پھر کہاں زندگی میں فرصت ملتی ہے۔" آپی نے اس کی طرفداری میں کہا۔

"لڑکیوں کے یہ دن گھرداری سیکھنے کے ہوتے ہیں۔"

"فکر نہیں کریں' سیکھ جائے گی سب' ابھی بھی بہت کچھ کر لیتی ہے۔ ایک صرف کھانا پکانا نہیں آتا۔ کچھ دن بھابھی کے ساتھ لگا دیں گی تو اس کام میں بھی ماہر ہو جائے گی۔"

"یہ آپ دونوں میرے خلاف کیا سازش کر رہی ہیں؟" وہ دھم سے امی اور آپی کے درمیان گرتی ہوئی بولی۔

"امی کہہ رہی ہیں۔ اب تمہاری شادی ہو جانی چاہیے۔" آپی نے اس کے پہلو میں چٹکی کاٹ کر کہا تو وہ اچھل پڑی۔

"جی نہیں' پہلے چھوٹے بھائی کی ہو گی' وہ بڑے ہیں مجھ سے۔"

"بھائی جان بھی مجھ سے بڑے تھے لیکن پہلے میری ہوئی۔"

"کچھ بھی ہو' میں نہیں کروں گی۔" وہ لاپروائی سے کہتی اٹھ کر پنکی کے پیچھے بھاگ گئی۔

پھر شام میں جاتے ہوئے امی اسے بہت تاکید کر گئی تھیں کہ دو دن بعد وہ آپی اور دولہا بھائی کے ساتھ آجائے ورنہ وہ چھوٹے بھائی کو بھیج دیں گی اور اس نے کوئی تکرار نہیں کی تھی۔ البتہ ان کے جانے کے بعد کاشی اور پنکی کو سمجھا دیا کہ جب بھی وہ جانے کی بات کرے دونوں نے رو رو کر گھر سر پر اٹھا لینا ہے۔ اس طرح وہ بہت سارے دن ان کے پاس رہے گی اور بچے تو چاہتے ہی یہی تھے۔

یہ نہیں تھا کہ وہ اپنے گھر سے فرار چاہتی تھی بس اتنے دنوں سے جو امتحانوں کا ہوا تھا اس سے نکل کر

Scanned with CamScanner

اب وہ کچھ دن انجوائے کرنا چاہتی تھی بلکہ تھوڑی عیاشی، جس کی گھر میں اجازت نہیں تھی۔ یعنی وی سی آر اور اسے جتنا گھومنے پھرنے کا شوق تھا اتنا ہی فلمیں دیکھنے کا اپنے گھر میں پہلے تو صرف بھائی جان وی سی آر کے خلاف تھے مزید بھابھی ان سے دو ہاتھ آگے نکلیں کہ وہ ٹی وی پروگرام بھی نہیں دیکھتی تھیں اور یہاں ایسا کوئی قصہ نہیں تھا۔ آپی بھی اس کے شوق سے واقف تھیں اس لیے رات میں جب سونے جانے لگیں تو اسے ایک فلم لگا کر اور دوسری تھما کر گئی تھیں۔

اور وہ دونوں فلمیں دیکھ کر سوئی تھی۔ اس لیے اگلے دن دوپہر تک سوتی رہی۔ پتا نہیں آپی نے اسے اٹھایا تھا کہ نہیں اس کی آنکھ بیل کی آواز پر کھلی تھی۔ جانے کون تھا جو یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ بٹن دبا کر ہاتھ ہٹا لینا چاہیے۔ اس نے پہلے لیٹے لیٹے آپی کو دو تین آوازیں دیں، جواب نہیں آیا تب بے حد جھنجلا کر گیٹ پر آئی تھی۔

"اے مسٹر!" دوسری سمت دیکھتے شخص کو اس نے انتہائی بدتمیزی سے مخاطب کیا جس کی انگلی ابھی بھی بیل کے بٹن پر تھی۔ آواز پر فوراً اس کی طرف متوجہ ہوا تو وہ مزید گویا ہوئی۔

"حلیے سے تو پڑھے لکھے شریف آدمی نظر آرہے ہیں، پھر یہ کیا حرکت ہے۔"

"جی۔" وہ سمجھا نہیں۔

"برائے مہربانی بٹن پر سے انگلی ہٹا لیں۔ مجھ سمیت تمام محلے والے جاگ گئے ہیں۔" اس نے ہنوز سابقہ انداز میں کہا تو وہ سٹپٹا کر ہاتھ نیچے گراتا ہوا بولا۔

"اوہ سوری۔"

"ساری نیند خراب کر کے رکھ دی اور۔ خیر کس سے ملنا ہے؟"

"آذر صاحب کا گھر یہی ہے؟" وہ اس کے اکھڑ لہجے سے پریشان ہو گیا تھا۔

"یہی ہے، لیکن اس وقت وہ گھر پر نہیں ہیں۔ شام میں آیئے گا۔" اپنی طرف سے وہ بات ختم کر کے گیٹ بند کرنا چاہتی تھی کہ وہ فوراً بول پڑا۔

"ایک منٹ پلیز، آپ ان کی مسز؟"

"کیا۔" وہ دھاڑی۔ "میں آپ کو مسز نظر آتی ہوں اور وہ بھی آذر بھائی کی۔ شرم نہیں آتی۔"

"آئی ایم سوسوری۔ آپ پلیز کسی اور کو بلا دیں۔"

"اور کوئی ہوتا تو مجھے گیٹ کھولنے آنا پڑتا؟"

"لیکن آذر صاحب نے تو مجھے اسی وقت بلایا تھا۔" وہ گھڑی دیکھتا ہوا یوں بولا جیسے اس کی بات کا یقین نہ کر رہا ہو۔

"تو کیا میں جھوٹ بول رہی ہوں؟" وہ اپنا لہجہ بدلنے پر تیار ہی نہیں تھی۔ اس شخص نے سر تا پا اسے دیکھا پھر ذرا سے کندھے اچکا کر بولا۔

"اوکے، وہ آئیں تو۔" اس کی بات ادھوری رہ گئی کیونکہ اس وقت دولہا بھائی کی گاڑی آکر رکی تھی۔

"آ گئے آذر بھائی۔" وہ کہتی ہوئی اندر آ گئی اور منہ ہاتھ دھوتے ہوئے اسے آپی کا خیال آیا اور یہ کہ وہ کہیں نظر نہیں آئیں۔

"رومیلہ! رومی!" دولہا بھائی پکار رہے تھے۔ وہ جلدی سے نل بند کر کے واش روم سے نکل کر آئی تو پوچھنے لگے۔ "تمہاری آپی نہیں آئیں ابھی تک؟"

"کہاں گئی ہیں؟" وہ الٹا ان سے پوچھنے لگی۔

"بچوں کو اسکول سے لینے گئی ہوں گی۔"

"مجھے اکیلا چھوڑ کر اور وہ بھی سوتا ہوا اگر کوئی آ کر مجھے قتل کر دیتا تو اس وقت یہاں میری لاش پڑی ہوتی۔ اف میں نہیں رہوں گی یہاں، مجھے ابھی گھر چھوڑ کر آئیں۔" وہ ایک دم سے تصور کر کے بولنے لگی تھی۔

"اگر تم فوراً خاموش نہیں ہوئیں تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔" دولہا بھائی نے ڈانٹ کر اسے چپ کرایا پھر کہنے لگے۔ "ایک شریف آدمی سے بدتمیزی سے پیش آ کر تم نے جاہل اور گنوار ہونے کا ثبوت دیا ہے۔"

"جی نہیں، میں کوئی جاہل گنوار نہیں ہوں بلکہ وہ ہے جسے آپ شریف آدمی کہہ رہے ہیں۔" وہ روٹھے لہجے میں بولی۔

"شٹ اپ، خبردار جو۔"

Scanned with CamScanner

"آپی!" آپی کو آتے دیکھ کر وہ بھاگ کر ان سے لپٹ گئی۔ "دولہا بھائی کو دیکھیں کس بری طرح ڈانٹ رہے ہیں۔ میرے مہمان ہونے کا خیال بھی نہیں کر رہے۔"

"لیجئے یہ مہمان ہو گئیں۔ چھوڑو اسے اور جلدی سے کھانا لگاؤ' میرا مہمان آچکا ہے۔" دولہا بھائی کہتے ہوئے ڈرائنگ روم میں چلے گئے تو آپی اسے خود سے الگ کرتے ہوئے بولیں۔

"جاؤ تم کاشی اور پنکی کا یونیفارم چینج کراؤ' میں کھانا لگاتی ہوں۔"

"چلو۔" وہ دونوں بچوں کو لے کر ان کے کمرے میں آگئی' اور ان کے کپڑے نکالتے ہوئے اپنے آپ بڑبڑاتی بھی جا رہی تھی۔ دولہا بھائی پر غصہ آرہا تھا اور ان کے مہمان پر بھی کہ مزید اس نے شکایت لگائی ہو گی۔

پھر بچوں کو ڈائننگ روم میں بھیج کر وہ خود کچن میں چلی گئی۔ آپی نے بلایا بھی لیکن وہ ان کے ساتھ کھانے میں شریک نہیں ہوئی۔ یہ اس کی ناراضگی کا اظہار تھا اور اسے منانے کے لیے شام میں دولہا بھائی کو گھمانے لے جانا پڑا۔ تب کہیں اس کی ناراضگی دور ہوئی تھی اور موڈ خوشگوار ہوا تو وہ مزے لے لے کر آپی کو دوپہر کا واقعہ سنانے لگی۔

"بہت بری بات ہے۔ اتنے مہذب آدمی سے تمہیں اس طرح بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔ پتا نہیں کیا سوچتے ہوں گے وہ۔" آپی نے ساری بات سن کر کہا تو وہ لاپروائی سے بولی۔

"جو چاہے سوچیں۔ ہمیں کیا۔"

"ہمیں کیا نہیں روبی! وہ آذر کے بہت اچھے دوستوں میں سے ہیں۔ میں ان کے گھر جا چکی ہوں۔ ان کی امی اور بہن کا اخلاق اتنا اچھا ہے کہ میں بتا نہیں سکتی۔"

"اوفوہ آپی! مجھے کسی کے اخلاق کا کیا پتا۔ میں تو بیل کی مسلسل آواز سے جھنجھلا گئی تھی۔ خیر چھوڑیں۔ یہ بتائیں آج کون سی فلم دکھا رہی ہیں؟" وہ موضوع بدل گئی۔

"سب وہیں رکھی ہیں جو چاہے دیکھ لینا' لیکن ایک' ورنہ پھر بچ اٹھو گی نہیں۔" آپی آخر میں سرزنش کرتی چلی گئیں۔

اگلے روز شام سے پہلے ہی چھوٹے بھائی اسے لینے آگئے تو اس کے اشارے پر کاشی اور پنکی نے رونا اور مچلنا شروع کر دیا۔

"خالہ نہیں جائیں گی' خالہ نہیں جائیں گی۔"

"کس نے کہا میں جا رہی ہوں' ماموں تو ایسے ہی تم لوگوں سے ملنے آئے ہیں۔ کیوں چھوٹے بھائی؟" اس نے بہت چالاکی سے بچوں کو اپنے ساتھ لپٹا کر کہا۔

"ہاں ہاں۔ میں تو ایسے ہی۔" چھوٹے بھائی کو بھی بچوں کا رونا گوارا نہیں تھا۔ فوراً انہیں بہلایا اور جب وہ مطمئن ہو کر اپنے کھیل میں لگ گئے۔ تب چھوٹے بھائی اس سے کہنے لگے۔

"چلو روبی! ایک تمہارے نہ ہونے سے گھر بہت خالی خالی لگنے لگا ہے۔ بہت بوریت ہو رہی ہے۔ بات کرنے کو کوئی نہیں ملتا' امی پتا نہیں کن کاموں میں الجھی رہتی ہیں اور بھابھی کے مزاج نہیں ملتے۔"

"آپ کو تو پتا نہیں بھابھی سے کیا دشمنی ہے۔ اتنا تو وہ آپ کا خیال رکھتی ہیں۔ وقت بے وقت چائے اور کھانے کے اوقات بھی آپ کے سب سے الگ ہیں۔ وہی گرم کر کے دیتی ہیں۔"

"اچھا بس چلو تم۔" چھوٹے بھائی نے ٹوک دیا۔ پھر کسی نہ کسی طرح بچوں کو بہلا کر اسے گھر لانے میں کامیاب ہو گئے تھے اور وہ آئی تو منہ پھلا کر تھی لیکن آگے بھابھی نے اتنی محبت سے گلے لگایا کہ وہ خوش ہو گئی اور ان کے پیچھے کھڑے چھوٹے بھائی کو دیکھ کر کہنے لگی۔

"اتنی محبت کرتی ہیں بھابھی! آپ پھر بھی کچھ لوگ آپ سے ناراض رہتے ہیں۔"

"کون' کون ناراض رہتا ہے مجھ سے؟" بھابھی نے فوراً پوچھا تو چھوٹے بھائی کے بری طرح گھورنے پر وہ سٹپٹا گئی۔

"کوئی نہیں میں تو ایسے ہی کہہ رہی تھی۔ بھلا آپ

Scanned with CamScanner

سے کوئی ناراض ہو سکتا ہے۔"

پھر آنے والے دن اس کے لیے بھی بوریت لے کر آئے۔ کیونکہ بھابھی کی طبیعت گری گری رہنے لگی تھی۔ وہ ماں بننے والی تھیں اور ابتدائی دنوں میں ایک تو ڈاکٹرنے انہیں کچھ آرام کا مشورہ دیا تھا دوسرے امی ڈاکٹرینی ہوئی تھیں۔ شاید پوتے کی خوشی سن کر بوکھلا گئی تھیں جو انہیں پلنگ سے اترنے ہی نہیں دیتی تھیں۔ مزید اسے بھی زیادہ ان کے پاس بیٹھنے سے منع کرتیں۔

"اسے پہلے ہی چکر آتے ہیں، تمہاری باتیں اور چکرا دیتی ہوں گی۔"

اور بھابھی سے زیادہ وہ چکرا گئی تھی۔ سارا دن بولائی بولائی پھرتی۔ کوئی ہلچل جو نہیں تھی، نہ کہیں آنا جانا اور اس نے امتحانوں سے نمٹتے ہی سوچا تھا کہ اب آگے نہیں پڑھے گی لیکن اب شدت سے رزلٹ کی منتظر تھی تاکہ دوبارہ کالج جوائن کر سکے۔ ایک ایک کر کے اسے اپنی ساری سہیلیاں یاد آرہی تھیں جنہیں جب وہ آخری پیپر دے کر نکلی تھی تو ہمیشہ کے لیے خدا حافظ کہہ آئی تھی۔ اس وقت وہ بظاہر ٹی وی پر نظریں جمائے ان ہی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ جبکہ بھائی جان بڑے انہماک سے خبرنامہ سن رہے تھے۔ کہ معاً چھوٹے بھائی نے آکر انہیں مخاطب کر ڈالا۔

بھائی جان! میں نے آپ کو اپنے ڈاکومینٹس دیے تھے ان میں ایک کاپی اور یجنل چلی گئی ہے۔"

"ہاں وہ میرے بریف کیس میں رکھی ہے۔ لے لو۔" بھائی جان ان سے کہہ کر دوبارہ ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گئے۔ پھر غالباً خیال آنے پر اس سے کہنے لگے۔ "دیکھنا رومی! چھوٹے بھائی سے کہو بریف کیس میں نہ ملے تو دراز میں دیکھے۔"

"کیا چیز؟" وہ چونک کر بولی۔

"چھوٹے بھائی کو پتا ہے، جاؤ وہ میرے کمرے میں ہو گا۔"

"اچھا جی!" وہ فوراً لاؤنج سے نکل کر بھائی جان کے کمرے تک آئی تھی کہ بھابھی کی آواز نے اس کے قدم دروازے پر ہی روک دیے وہ شاید چھوٹے بھائی سے مخاطب تھیں۔

"تم اس طرح منہ اٹھائے اندر کیوں چلے آئے ہو۔ دستک نہیں دے سکتے تھے۔ جاؤ جو بھی کام ہے۔ رومی سے کہو۔"

"مجھے اپنے کاغذات لینے ہیں جن کا رومی کو پتا نہیں ہے۔" احساس توہین سے چھوٹے بھائی کی آواز سخت ہو گئی تھی۔

"میں یہ سب نہیں جانتی۔"

بھابھی کا حد درجہ نروٹھا انداز وہ پہلی بار محسوس کر رہی تھی۔ جبکہ چھوٹے بھائی اوّل روز سے کہہ رہے تھے۔ وہ حیران ہو کر دروازے کو دیکھنے لگی جسے ایک دم کھول کر چھوٹے بھائی غصے میں نکلے اور اسے دیکھ کر سر جھٹکتے ہوئے آگے بڑھ گئے تو اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ ان کے پیچھے جائے یا بھابھی کے پاس جا کر ان کے تلخ رویے کی بابت پوچھے۔ اسی شش و پنج میں کھڑی تھی کہ بھابھی نکل کر آگئیں۔

"ارے رومی! تم یہاں کیوں کھڑی ہو۔ آؤ اندر آؤ۔" بھابھی نے محبت سے اس کا ہاتھ تھام کے کمرے میں لے جانا چاہا تو وہ ایک دم ان کا ہاتھ جھٹک کر بولی۔

"چھوٹے بھائی کو تو نکال دیا آپ نے۔"

"نکالوں گی کیوں؟ البتہ کمرے میں آنے کے آداب بتائے ہیں۔" بھابھی اپنے رویے پر ذرا بھی شرمندہ نہیں تھیں۔

"اب آپ انہیں آداب سکھائیں گی؟" وہ بھائی کی محبت میں ان سے شاکی ہو رہی تھی۔ میرا خیال ہے، وہ آپ سے زیادہ پڑھے لکھے ہیں اور آپ سے زیادہ جانتے ہیں۔"

"مجھے اس سے انکار نہیں ہے رومی! اور میں اپنے رویے پر بھی شرمندہ نہیں ہوں۔" بھابھی دھیرج سے کہہ کر دوبارہ کمرے میں چلی گئی تھیں۔

"کتنی احمق ہوں میں، ہمیشہ چھوٹے بھائی کو جھٹلاتی رہی ہوں۔ کبھی بھولے سے بھی بھابھی کو آزمانے کا خیال نہیں آیا کہ آخر چھوٹے بھائی کس حساب سے انہیں دوغلا کہتے ہیں وہ ہیں ہی دوغلی، سب کے سامنے

Scanned with CamScanner

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیسی معصوم فرشتہ بنی رہتی ہیں۔"

وہ اسی وقت سے نہ صرف منفی سوچوں میں گھر گئی بلکہ اس کا بھابھی سے اختلاف بھی شروع ہو گیا تھا۔ جبکہ بھابھی کے سابقہ رویے میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ اسی طرح اس کا خیال رکھتیں اور وہی محبت بھرا انداز تھا' جسے وہ محض دکھاوا سمجھنے لگی تھی اور کسی کسی وقت یہ بھی ضرور سوچتی کہ آخر انہیں دکھاوا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ بہرحال اپنی اپنی سوچوں کے ساتھ وہ بھابھی سے کھنچی کھنچی بھی رہنے لگی تھی اور کچھ ضد میں آکر ان کی ہر بات کا الٹ بھی کرنے لگی تھی۔ جس پر کئی بار امی نے اسے ٹوکا لیکن اس نے کوئی دھیان نہیں دیا۔ اپنے تئیں وہ چھوٹے بھائی کا بدلہ لے کر خوش ہو رہی تھی اور یہ نہیں تھا کہ بھابھی نے اس کی تبدیلی محسوس نہیں کی تھی۔ بہت دن تک وہ صرف اس لیے نظر انداز کرتی رہیں کہ شاید اسے خود احساس ہو جائے لیکن وہ کچھ حد سے گزر رہی تھی اور اس میں نقصان بھی اس کا اپنا تھا۔ بھابھی اگر چاہتیں تو بڑے آرام سے "مجھے کیا" سوچ سکتی تھیں لیکن ان کی نظر میں وہ ابھی ناسمجھ نادان تھی اور اسے سمجھانا اپنا فرض سمجھتے ہوئے اس روز بھابھی اس کے پاس آ بیٹھیں خاص اسی مقصد سے۔

وہ اس وقت ٹانگیں پھیلا کر لیٹی ہوئی کوئی فلمی میگزین دیکھ رہی تھی۔ بھابھی کی آمد کا کوئی نوٹس ہی نہیں لیا نہ کوئی لحاظ کہ ٹانگیں ہی سمیٹ لے۔

"تمہارا رزلٹ کب آرہا ہے؟" بھابھی نے اسے متوجہ کرنے کی غرض سے پوچھا تو وہ میگزین سے نظریں ہٹائے بغیر بولی۔

"پتا نہیں۔"

"مجھے لگتا ہے۔ تمہارا آگے پڑھنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔" بھابھی نے کہا تو اس نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ یوں جیسے سنا ہی نہیں۔ تب کچھ انتظار کے بعد بھابھی نے اس کے ہاتھوں سے میگزین لے لیا اور ایک طرف رکھتی ہوئی بولیں۔

"پڑھنی ہی ہے تو کوئی اچھی کتاب پڑھو۔ یہ فلمی میگزین کیا سکھاتے ہیں۔ بے حیائی' بے شرمی اور۔"

"جی نہیں۔" وہ درمیان میں بول پڑی۔ "کتابیں اچھا برا کچھ نہیں سکھاتیں۔ انسان زندگی کے تجربات سے سیکھتا ہے۔"

"تب وقت گزر چکا ہوتا ہے۔ اس لیے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم دوسروں کے تجربات سے سیکھ لیں۔"

"آپ نے کیا کچھ سیکھ لیا جو اب مجھے سکھانا چاہتی ہیں۔" اس کی طنزیہ مسکراہٹ بھابھی یکسر نظر انداز کر گئیں۔

"میں کیا سکھاؤں گی۔"

"اور کچھ نہیں تو سسرال والوں کو بے وقوف بنانے کا طریقہ تو سکھا ہی سکتی ہیں۔" اس کے بغیر کسی لحاظ کے کہنے پر بھابھی تاسف سے اسے دیکھنے لگیں۔

"تم بہت معمولی بات پر مجھ سے متنفر ہو رہی ہو رومی! اور صرف بھائی کی محبت تم پر غالب ہے۔ اگر غیر جانبداری سے سوچو تو تمہاری سمجھ میں آئے کہ میں نے کوئی غلط بات نہیں کی تھی۔ چھوٹے بھائی کو اس طرح میرے کمرے میں نہیں آنا چاہیے تھا اور اگر میں نے ٹوک دیا تو کون سا گناہ کیا۔ البتہ نہ ٹوک کر ضرور گناہ گار ہوتی۔ تم میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ یہ رشتے بڑے نازک ہوتے ہیں ان میں ہمیشہ ایک حد قائم رکھنی چاہیے ورنہ ان کی پاکیزگی قائم نہیں رہتی۔ مجھے چھوٹے بھائی سے کوئی تعرض نہیں ہے نہ ہی خدانخواستہ میں ان کے بارے میں غلط سوچ سکتی ہوں۔ وہ بہت اچھے ہیں' میری عزت کرتے ہیں اور گو کہ میرے دل میں بھی ان کے لیے بالکل بھائیوں جیسی محبت ہے لیکن وہ میرے بھائی نہیں ہیں اور یہ بات مجھے اپنی زندگی کے کسی تجربے نے نہیں سمجھائی بلکہ سب سے اچھی کتاب نے سکھائی ہے کہ دیور نامحرم ہوتا ہے۔ اس سے دور ہی رہنا چاہیے۔"

"آپ چھوٹے بھائی کو ایسا ویسا سمجھتی ہیں۔" وہ بجائے بھابھی کی بات سمجھنے کے ہتھے سے اکھڑنے لگی۔ "ان جیسا شریف' باکردار کوئی ہو نہیں سکتا۔"

"میں تمہاری بات سے سو فیصد متفق ہوں اور میں نے چھوٹے بھائی کو تو کچھ نہیں کہا بلکہ اس رشتے کو۔"

"چھوڑیں بھابھی! اب آپ لاکھ بات کو گھمائیں

Scanned with CamScanner

لیکن مطلب یہی ہے۔ آپ کو چھوٹے بھائی سے بات نہیں کرنی نہ کریں۔ ایسے مفروضے بیان کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔" وہ کم فہم تھی اور سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کر رہی تھی۔

"یہ مفروضہ نہیں ہے رومیلہ! کیا تم نے۔"

"خدا کے لیے۔" اس نے بھابھی کی بات پوری نہیں ہونے دی اور ہاتھ جوڑ کر بولی۔

"بخشیں مجھے۔ آپ کے دقیانوسی خیالات سے مجھے کوئی استفادہ نہیں کرنا اور بے فکر رہیں میں آپ کے کسی معاملے میں دخل نہیں دوں گی۔"

"مجھے تمہاری مداخلت کا کوئی خدشہ نہیں ہے۔" بھابھی کہتی ہوئی اٹھ کر چلی گئیں۔

"خدشہ نہیں تھا تو صفائی پیش کرنے کیوں آ بیٹھی تھیں۔" وہ اپنے آپ بڑبڑانے لگی تھی۔

* ☆ * ☆ *

اس کا رزلٹ آیا تو محض بوریت اور یکسانیت سے چھٹکارے کی خاطر اس نے گھر ڈائریکٹ میں ایڈمیشن لے لیا اور کالج جانے آنے لگی، حالانکہ اسے پڑھنے کا زیادہ شوق نہیں تھا اور گھر میں پابند رہنا تو اور بھی برا لگتا تھا اس لیے مجبوراً پڑھنے کا سہارا لینا پڑا۔ لیکن ابھی زیادہ دن نہیں ہوئے تھے اسے کالج جوائن کیے ہوئے کہ گھر میں اس کے خلاف سازشیں ہونے لگیں جن میں آپی اور دولہا بھائی پیش پیش تھے۔ اسے جس روز تھوڑی سن گن ملی وہ اسی روز کالج سے سیدھی آپی کے گھر چلی گئی۔

"یہ آج کل اب امی کو کیا پٹی پڑھا رہی ہیں؟" اس نے چھوٹتے ہی آپی کو گھیر لیا۔

"ایمان سے رومی! بہت اچھا پرپوزل ہے، خبردار منع نہیں کرنا۔" آپی نے خوشی سے بتانے کے ساتھ تنبیہہ بھی کی۔

"منع تو جب کروں گی جب کوئی مجھ سے پوچھے گا اور مجھے یقین ہے کوئی بھی مجھے اتنی اہمیت نہیں دے گا۔ اس لیے میں آپ کے پاس آئی ہوں کہ اتنا تو معلوم کر لوں، کون ہے، کیسا ہے خوب صورت بھی ہے یا۔"

"تم نے دیکھا ہے اسے۔" آپی نے فوراً کہا اور اس نے بھی فوراً پوچھا۔

"کب؟ کہاں؟"

"جب تم یہاں تھیں تو تمہارے دولہا بھائی کے دوست آئے تھے، احسن نام ہے ان کا۔" آپی نے بتایا تو وہ کچھ دیر ذہن پر زور ڈالنے کے بعد اچھل پڑی۔

"ہائے آپی وہ۔ ان کے ساتھ تو میں بہت بدتمیزی سے پیش آئی تھی۔ کیا انہوں نے خود آپ سے کہا ہے؟"

"نہیں، ان سے تو اس روز کے بعد سے ملاقات ہوئی ہی نہیں کیونکہ وہ یہاں نہیں کوئٹہ میں ہوتے ہیں۔ مجھ سے ان کی امی نے کہا ہے۔ وہ شاید بہت دنوں سے ان کے لیے لڑکی تلاش کر رہی تھیں۔ اس روز ہمارا جانا ہوا تو مجھ سے بہت کرید کرید کر میرے گھر کے بارے میں پوچھ رہی تھیں۔ پھر ابھی کچھ دن پہلے ان کا فون آیا کہ وہ تمہیں دیکھنا چاہتی ہیں۔ میں نے امی سے بات کی، یوں اتوار کا دن طے پایا ہے۔ بس تم ذرا اپنے آپ کو ڈھنگ سے پیش کرنا۔" آپی نے تفصیل سے بتانے کے ساتھ کہا۔

"ڈھنگ سے پیش کرنے کا کیا مطلب ہے؟" وہ تنک کر بولی۔

"مطلب یہ کہ جو امپریشن تم نے احسن پر ڈالا تھا ذرا اس سے پرہیز کرنا۔"

"کوئی فائدہ نہیں، وہ تو دیکھ چکے ہیں اور جب انہیں معلوم ہوگا کہ اسی بدتمیز لڑکی سے ان کی بات چلائی جا رہی ہے تو صاف انکار کر دیں گے اور مجھے بھی وہ کوئی اتنے اچھے نہیں لگے تھے جو میں اپنے گزشتہ رویے پر پچھتاؤں کہ ہائے کاش ایسا نہ ہوتا اور ویسا ہوتا بلکہ آپ مزید انہیں بتا دیجیے گا کہ میں اس سے بھی زیادہ بدتمیز اور سر پھری ہوں۔" جیسے لاشعور میں کہیں خجالت موجود ہو جس کی نفی کے لیے بندہ بڑھ چڑھ کر بولنے لگے تو شاید اس کی بھی وہی کیفیت تھی۔

"بکو مت، تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے زیادہ بولنے کی۔" آپی نے اسے ڈانٹ دیا تو وہ منہ پھلا کر بولی۔

Scanned with CamScanner

"تو آپ کیوں میرے پیچھے پڑی ہیں۔ مجھے نہیں کرنی شادی وادی۔ نہ مجھے گھر داری آتی ہے نہ بچے سنبھال سکتی ہوں۔"

"اسی لیے تو میں اس رشتے کے حق میں ہوں کیونکہ احسن کی امی بہت اچھی ہیں۔ سب سکھا دیں گی تمہیں ورنہ اگر کسی روایتی ساس سے پالا پڑ گیا تو روتی رہو گی ساری عمر۔"

"ساس اچھی دیکھ رہی ہیں آپ اور وہ جن کے ساتھ میں نے بدتمیزی کی تھی۔"

"وہ بھی اچھے ہیں بلکہ بہت اچھے ہیں۔" آپی نے اسے گدگدا کر کھلکھلانے پر مجبور کیا تھا۔

* ☆ * ☆ *

پھر اتوار کے دن آپی صبح سے ہی آ گئی تھیں اور بھابھی کے ساتھ مل کر گھر کی صفائی ستھرائی سے لے کر مہمانوں کی خاطر مدارات کے لیے جانے کتنے لوازمات تیار کروا لے ساتھ ساتھ اسے بھی کوئی نہ کوئی نصیحت کر جاتی تھیں، جسے وہ بڑے آرام سے ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے اڑا رہی تھی۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ یہاں بات بننے والی نہیں ہے۔ پھر کسی کو یہ کہنے کا موقع کیوں دے کہ خود کو پسند کروانے کے لیے کیسا خول چڑھا لیا حالانکہ وہ بدتمیز نہیں تھی۔ اس روز اس کی جگہ کوئی بھی ہوتا نیند خراب ہونے پر ایسا ہی مظاہرہ کرتا بہرحال اب ایسا بھی نہیں تھا کہ مہمانوں کے سامنے وہ خود کو بدتمیز ہی ظاہر کرتی۔ اول تو اس نے ایسی کوئی کوشش نہیں کی اور اگر کرتی بھی تو اسے کامیابی نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ مہمانوں کے سامنے جاتے ہی فطری جھجک اور گھبراہٹ نے اسے سر تو کیا نظریں بھی نہیں اٹھانے دی تھیں سوالوں کے جواب بھی بس جی اور جی نہیں میں دیئے۔ جس پر اپنے آپ حیران بھی ہو رہی تھی اور بعد میں تو جھلانے لگی تھی۔

"اف مجھے کیا ہو گیا تھا۔ میں ایسی کنفیوز ہونے والی تو نہیں ہوں۔"

"جناب ایسے موقع پر اچھے اچھے کنفیوز ہو جاتے ہیں۔ آپ کیا چیز ہیں۔" آپی نے اس کی جھنجلاہٹ سے محظوظ ہوتے ہوئے کہا تو بھابھی نے ان کی تائید کی۔

"جی نہیں، ضرور آپ لوگوں نے مجھ پر کچھ پڑھ کر پھونکا ہو گا جو مجھ سے سر بھی نہیں اٹھایا گیا اور کارٹون دیکھ کر بھی ہنسی نہیں آئی۔ ورنہ میری بتیسی کبھی اندر رہتی ہے۔" اس نے کہا تو آپی متعجب ہوئیں۔

"کارٹون۔ کیا مطلب؟۔"

"ارے وہ جو میرے سامنے حضرت بیٹھے تھے۔ سارا وقت اپنی شکل بگاڑتے رہے۔" وہ اب سوچ کر ہنسنے لگی۔

"وہ احسن کا بھائی ہے لیکن میں نے تو اسے شکل بگاڑتے نہیں دیکھا۔"

"میں دیکھ رہی تھی۔ کبھی یوں کبھی یوں۔ کبھی آنکھیں بھینگی کر رہا تھا۔" وہ اسی کی طرح شکل بگاڑ رہی تھی۔ ساتھ ہنستی بھی جا رہی تھی۔ پھر جب ہنسی تھمی پھر بولی۔ "ویسے آپی ان کی بہن بڑی کیوٹ سی ہے۔ کیا کرتی ہے؟۔"

"گریجویشن کیا ہے اس نے اور میرا خیال ہے، دونوں بہن بھائی کی ساتھ ساتھ شادی ہو گی۔" آپی نے بتایا تو بھابھی پوچھنے لگیں۔

"کہیں بات طے ہو گئی اس کی؟۔"

"میرا خیال ہے۔" آپی نے یقین سے نہیں کہا تو بھابھی فوراً بولیں۔

"اگر نہیں تو ہم چھوٹے بھائی کے لیے بات کرتے ہیں۔ بہت اچھی جوڑی رہے گی ان کی۔"

"چھوٹے بھائی کے لیے کوئی کمی نہیں ہے۔ اس سے اچھی مل جائے گی۔" بھابھی کی بات حالانکہ اس کے بھی دل کو لگی تھی اس کے باوجود اختلاف کرنے سے باز نہیں آئی۔ اور دیکھا بھی ایسی نظروں سے جیسے کہہ رہی ہو آپ کو ان کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس پر بھابھی خاموش ہو رہی تھیں۔

* * * *

پھر چند دنوں میں ہی احسن کی امی نے دو تین چکر لگا لیے تھے۔ اور بھائی جان کو گھرانہ تو پسند تھا لیکن احسن سے ملے بغیر وہ کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اور احسن غالباً "مصروفیت کی بنا پر آنہیں پا رہے تھے۔ آپی

Scanned with CamScanner

اور دولہا بھائی کی پر زور حمایت کے باوجود بھائی جان نے بڑے صبر و سکون سے ان کا انتظار کیا۔ کیونکہ انہیں اس کی شادی کی کوئی جلدی نہیں تھی بلکہ وہ چاہتے تھے کہ پہلے وہ گریجویشن کرلے اور ساتھ کچھ گھرداری بھی سیکھ لے۔ خصوصاً "کھانا پکانا۔

اس سلسلے میں پہلی بار انہوں نے خود اسے ٹوکا تھا کہ اسے کچن میں بھابھی کا ہاتھ بٹانا چاہیے۔ اور شروع میں تو وہ خود بھابھی کے ساتھ لگی رہتی تھی تو اسی بہانے بھابھی کچھ نہ کچھ کام اس سے کروا لیتی تھیں لیکن جب سے چھوٹے بھائی کی بات پر وہ ایمان لائی تھی تب سے بھابھی کو وہ کسی خاطر میں ہی نہیں لائی تھی۔ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا تک چھوڑ دیا تھا۔ اور اب بھائی جان کے ٹوکنے پر مجبوراً" ان کے ساتھ کچن میں کھڑی ہونے لگی تھی۔

پھر ان ہی دنوں احسن چھٹی پر آئے تو ان کی امی نے سب کو کھانے پر بلایا تھا۔ تاکہ امی اور بھائی جان احسن کو دیکھ اور مل کر جلد فیصلہ کریں۔ اور واقعی اس کے بعد بھائی جان نے فیصلہ کرنے میں بہت جلدی کی تھی کیونکہ انہیں احسن بہت پسند آئے تھے۔ اور ان کے واپس کوئٹہ جانے سے پہلے گھر کی چھوٹی سی تقریب میں منگنی کی رسم بھی ادا کردی۔

اور وہ جو یہ سمجھ رہی تھی کہ احسن کے آنے پر یہ سارا قصہ ہی ختم ہو جائے گا۔ وہ منگنی کی انگوٹھی پہن کر بھی بے یقین سی تھی اور مسلسل سوچ رہی تھی کہ یا تو احسن کو وہ پہلی ملاقات ہی یاد نہیں ہے یا پھر انہیں دھوکے میں رکھا گیا ہے۔ یہ کہہ کر کہ ان کی منگنی اس سے نہیں بلکہ آپی کی کسی اور بہن سے ہو رہی ہے۔ جس کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں۔ اور ایسی صورت میں جب ان پر حقیقت کھلے گی تو ظاہر ہے وہ کتنے شاکڈ ہوں گے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے بدلے میں اس کی زندگی اجیرن کردیں۔ وہ اپنے آپ جانے کیا کچھ سوچ کر اتنی پریشان ہو گئی کہ اسی وقت لائبریری میں آکر ان کے نمبر ڈائل کرنے لگی۔ کچھ دن پہلے ان کی بہن عائشہ نے اسے اپنا نمبر دیا تھا۔ بہرحال دوسری طرف مسلسل بیل جا رہی تھی۔ اس نے مدھم سی روشنی میں رسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ دو بج رہے تھے۔ پھر بھی وہ بڑے سکون سے انتظار کرنے لگی، کتنی دیر بعد ریسیور اٹھانے کے ساتھ نیند میں ڈوبی آواز سنائی دی تھی۔

"ہیلو۔"

"آپ کون؟۔" اس نے آواز دبا کر فوراً" پوچھا تو ادھر سے سوال آیا۔

"آپ کو کس سے بات کرنی ہے؟۔"

"جی احسن سے۔" وہ گھبرا بھی رہی تھی کہ کہیں کوئی اٹھ کر نہ آجائے۔

"فرمایئے۔" گویا اعتراف تھا، میں ہی احسن ہوں۔

"آپ احسن۔ سوری، میں نے اس وقت آپ کو ڈسٹرب کیا۔ لیکن اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا کیونکہ صبح تو آپ کو کوئٹہ چلے جانا ہے۔ اور مجھے آپ کو بتانا بہت ضروری تھا۔" وہ بہت روانی میں بول کر خاموش ہو گئی تھی۔

"کیا بتانا ضروری تھا؟۔" ان کے ٹوکنے پر وہ پھر شروع ہو گئی۔

"یہی کہ جس لڑکی کے ساتھ آپ کی منگنی ہوئی ہے۔ وہ آذر بھائی کے گھر میں آپ کے ساتھ بہت بدتمیزی سے پیش آئی تھی۔ آپ کو یاد ہو گا۔ اگر نہیں یاد تو میں بتاتی ہوں۔"

"ایک منٹ۔" ادھر سے ٹوک کر کہا گیا۔ "پہلے یہ بتائیں، آپ کون ہیں؟۔"

"میں۔" اس نے سٹپٹا کر فون بند کردیا۔ اور بھاگ کر اپنے کمرے میں آئی تو اس کا دل بہت زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

پھر اگلے کئی دن وہ انتظار کرتی رہی کہ ادھر سے کوئی بھی بہانا کر کے منگنی توڑنے کا اعلان ہو گا، لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔ اس کے برعکس احسن کی امی نے آتے ہی جلد شادی پر زور دینا شروع کیا تو اسے لگا جیسے گزشتہ دنوں انتظار کے ساتھ اس کے اندر بے شمار اندیشے بھی تھے جو اب نہیں رہے تھے۔ اور وہ بہت مطمئن اور مسرور سی ہو کر بھابھی کے ساتھ کچن میں کھڑی لوازمات سے ٹرالی سجا رہی تھی کہ عائشہ

Scanned with CamScanner

دروازے سے جھانک کر بولی۔
"میں آسکتی ہوں ؟"
"ضرور۔" بھابھی نے خوش دلی کا مظاہرہ کیا جبکہ وہ صرف مسکرائی تھی جس پر عائشہ اندر آتے ہی کہنے لگی۔
"آذر بھائی نے تمہارے بارے میں بہت کچھ بتایا ہے کہ تم بہت باتونی، شوخ، چنچل اور ہنگامہ خیز ہو لیکن مجھے تو تم بہت معصوم لگ رہی ہو۔"
"یہ واقعی بہت معصوم ہے۔" بھابھی نے اس پر پیار بھری نظر ڈال کر کہا تو عائشہ اس سے پوچھنے لگی۔
"اب بتاؤ۔ کس کی بات کا یقین کروں؟۔"
"میرا خیال ہے، دولہا بھائی نے جو کہا ہے وہی سچ ہے۔" اپنی طرف سے اس نے خاصی دیدہ دلیری دکھائی تھی۔ جس پر بھابھی فوراً" کہنے لگیں۔
"تو اس سے یہ کہاں ثابت ہو گیا کہ باتونی، چنچل اور ہنگامہ خیز لڑکیاں معصوم نہیں ہوتیں۔ جبکہ اس کی سادگی و معصومیت ابھی ثابت ہو گئی ہے۔ ورنہ اگر یہ ہوشیار اور چالاک ہوتی تو مزید خود کو پوز کرنے لگتی۔"
"یہ تو آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔" عائشہ نے بھابھی کی تائید کی پھر اس سے کہنے لگی۔ "چلو تم اندر آؤ، عمیر بھائی تم سے ملنے کو بے قرار بیٹھے ہیں۔"
"چلو۔" وہ بھابھی کے سامنے ٹرالی چھوڑ کر کچن سے نکل آئی۔ اور ڈرائنگ روم میں آکر احسن کی امی کو سلام کیا پھر عمیر کے برابر صوفے پر بیٹھتے ہی کہنے لگی۔
"آج تو آپ ٹھیک ٹھاک لگ رہے ہیں۔ یقیناً" کسی نفسیاتی ڈاکٹر سے علاج کرایا ہو گا؟۔"
"کیا مطلب؟۔" عمیر سمجھا نہیں۔
"وہ جو اس روز آپ مسلسل اپنی شکل بگاڑ رہے تھے۔ مجھے پتا ہے اس کا علاج صرف نفسیاتی ڈاکٹر کے پاس ہوتا ہے۔ اچھا کیا جلد رجوع کر لیا ورنہ۔" وہ بہت کوشش کے باوجود اپنی ہنسی روک نہیں سکی اور جب ہنس پڑی تو روکنے کی کوشش ترک کر دی۔ عمیر نے بڑے سکون سے انتظار کیا جب اس کی ہنسی ختم ہوئی تب کہنے لگا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ۔ اسی ڈاکٹر نے اب مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ کہہ رہا تھا باقی علاج تمہاری بھاوج کریں گی۔"
"ارے۔ میں تو ایسا علاج کروں گی کہ تم۔ سوری۔" عمیر کو تم کہہ کر فوراً" احساس بھی ہو گیا تھا جب ہی نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا گئی۔
"نو سوری، میں احسن بھائی سے چھوٹا ہوں، آپ مجھے تم تو کیا تو بھی کہہ سکتی ہیں۔" عمیر نے کہا تو عائشہ اس کی تائید کرتی ہوئی بولی۔
"دیکھ لیں ہم نے آپ کو کتنا معتبر کر دیا ہے۔"
"شکریہ۔" وہ آداب بجا لائی پھر عمیر کو دیکھ کر کہنے لگی۔ "ہاں آپ کیا کہہ رہے تھے، ڈاکٹر نے آپ کو میرے پاس بھیجا ہے ؟"
"جی ہاں۔ وہ کہہ رہا تھا آپ کے پاس ہر غم کا علاج ہے۔ درد دل، درد جگر۔"
"درد سر۔" وہ بے ساختہ بولی۔ جس پر عمیر اور عائشہ بے ساختہ ہنسے تھے۔

✈ ✈ ✈ ✈

وہ ان دنوں بہت خوش تھی۔ کیونکہ زندگی میں جیسی ہلچل وہ پسند کرتی تھی تو عائشہ اور عمیر بھی ویسے ہی تھے۔ ہر دوسرے دن آکر اس سے اپنے ساتھ چلنے پر اصرار کرتے اور وہ جیسے پہلے سے تیار ہوتی تھی، کوئی تفریح گاہ چھوڑی نہیں تھی۔ کسی دن بازار کے چکر لگتے۔ عائشہ کی شادی بھی اس کے ساتھ طے تھی، اس لیے دونوں اپنی اپنی پسند سے شاپنگ کر رہی تھیں۔ جبکہ گھر میں امی نے اس کے لیے پہلے سے جو کچھ بنا کر رکھا تھا۔ اس پر بھابھی اور امی مل کر کام کر رہی تھیں۔ یعنی کپڑوں کی سیٹنگ، ڈیزائننگ کہ کس پر کیا کام بننا ہے، اور ان کپڑوں کے ساتھ میچنگ چیزوں کی خریداری وہ کر رہی تھی۔ ویسے بھی ان دنوں بھابھی بازاروں کے چکر نہیں لگا سکتی تھیں۔ اس لیے امی نے اسے عائشہ اور عمیر کے ساتھ جانے کی آزادی دے رکھی تھی۔ اس وقت وہ امی سے کچھ چیزوں کی لسٹ بنوا رہی تھی کہ عمیر آگیا۔
"خاتون! فوراً" چلنے کے لیے تیار ہو جائیں، ادھر

Scanned with CamScanner

امی جیولر کے پاس آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔ آپ چل کر ڈیزائن پسند کریں تاکہ وہ آرڈر کر سکیں۔" عمیر نے بہت عجلت کے مظاہرے کے ساتھ کہا تو اس نے پہلے امی کو دیکھا پھر ان کی اجازت ملنے پر اٹھتے ہوئے بولی۔

"میں ابھی آتی ہوں، تم جب تک چائے وغیرہ پیو۔" پھر بھابھی کو چائے کا کہہ کر اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔ کپڑے تیار تھے اس لیے تیاری میں بھی اسے زیادہ وقت نہیں لگا۔ بالوں میں جلدی جلدی برش کر کے کمرے سے نکلی تو بھابھی اسے روک کر پوچھنے لگیں۔

"آج عائشہ نہیں آئی؟"

"نہیں، پتا نہیں کیوں نہیں آئی۔" اس نے لاپروائی سے جواب دیا۔

"پھر تم کیوں جا رہی ہو؟" بھابھی کا انداز سیدھا سادا تھا۔ پھر بھی وہ تنک کر بولی۔

"کیوں عائشہ نہیں جائے گی تو میں بھی نہیں جاؤں گی۔ آگے ساری زندگی مجھے اس کے ساتھ تو نہیں چلنا۔"

"عمیر کے ساتھ بھی نہیں چلنا۔" بھابھی کہہ کر جانے لگی تھیں کہ وہ ایکدم ان کے سامنے آگئی۔

"کیا چاہتی ہیں آپ، جس طرح آپ چھوٹے بھائی کی تذلیل کرتی ہیں اس طرح میں عمیر کے ساتھ کروں، یہ کہوں کہ اس طرح منہ اٹھائے کیوں چلے آئے ہو۔"

"اس لہجے میں بات نہیں کرو رومیلہ! چھوٹی ہو مجھ سے۔" بھابھی نے نرمی سے ٹوکا۔ تب ہی ادھر سے امی نے پکارا تو وہ سر جھٹکتی آگے بڑھ گئی۔ اس کا موڈ کچھ خراب ہو گیا تھا۔ عمیر نے دیکھتے ہی محسوس کر لیا اور جب وہ اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی تب پوچھنے لگا۔

"یہ اچانک آپ کا مزاج کیوں بدل گیا؟" اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"اے اس طرح منہ پھلا کر آپ بالکل اچھی نہیں لگتیں۔ آئینہ دیکھیں۔" عمیر نے مرر کا رخ اس کی طرف کیا تو اس پر نظر پڑتے ہی وہ ہنس پڑی۔

"یہ ہوئی ناں بات۔ ویسے کبھی کبھی وقت میں بہت حیران ہوتا ہوں کہ کیا جوڑی ملائی ہے اللہ نے، احسن بھائی اور آپ کے مزاج میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ کہاں وہ اتنے بردبار، سنجیدہ، لیے دیے رہنے والے اور آپ۔" عمیر نے آخر میں اسے دیکھ کر کندھے اچکائے تو وہ بے نیازی سے بولی۔

"تو تمہیں ان کے مزاج کے مطابق لڑکی پسند کرنی چاہیے تھی۔"

"یہ آپ مجھ سے کیوں کہہ رہی ہیں احسن بھائی سے کہیے جنہوں نے آپ کو پسند کیا۔" عمیر نے کہا تو وہ اچھل پڑی۔

"کیا کہا، احسن نے مجھے پسند کیا؟"

"دیکھیں، کم از کم مجھے چکر دینے کی کوشش نہ کریں، بلکہ سیدھے سیدھے بتائیں کہ آپ لوگ کب، کہاں ملے تھے اور یقیناً" کوئی کمٹ منٹ ہو گی جب ہی تو احسن بھائی نے امی کی بتائی ہوئی تمام لڑکیوں کو ریجیکٹ کر کے آپ کا نام لیا تھا۔" عمیر نے کہا تو وہ بے یقینی سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔

"تم غلط کہہ رہے ہو۔ میری احسن سے صرف ایک ملاقات ہوئی ہے اور اس میں مجھے پسند کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" پھر اس نے اپنی پہلی ملاقات کا احوال کہہ سنایا تو عمیر بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"اگر آپ سچ کہہ رہی ہیں تو غلط میں نے بھی نہیں کہا، آپ عائشہ سے پوچھ لیجئے گا کہ کیسے احسن بھائی نے اس کے سامنے آپ کا نام لے کر کہا تھا کہ وہ شادی کریں گے تو اسی لڑکی سے۔" عمیر آخر میں مزے لے کر بتا رہا تھا اور وہ خود کو ہواؤں میں اڑتا محسوس کر رہی تھی۔

✈ ✈ ✈ ✈

پھر امی کا خیال تھا کہ بھابھی کی ڈلیوری کے بعد اس کی شادی کریں گے لیکن احسن کی امی نہیں مانیں، ان کا فوری شادی پر اصرار ایک طرح سے ٹھیک ہی تھا کہ احسن کوئٹہ میں اکیلے ہوتے تھے، دوسرے عائشہ کے

Scanned with CamScanner

سسرال والے بھی نہیں ٹھہر رہے تھے۔ یوں آنا "فانا" شادی کی تاریخ طے ہو گئی تو بھائی جان نے خاص طور پر اس کے گھر سے نکلنے پر پابندی لگا دی۔ جس پر اس نے کوئی اعتراض تو نہیں کیا لیکن سمجھ گئی کہ یہ بھابھی کی کارستانی ہے۔ یقیناً" انہوں نے ہی بھائی جان کو اکسایا ہو گا۔ ورنہ پہلے تو کبھی انہوں نے گھریلو معاملات میں دخل نہیں دیا تھا۔ ہر یات' ہر معاملہ امی پر چھوڑ رکھا تھا۔ بہرحال اب زیادہ دن نہیں تھے اس لیے اس نے بھابھی سے الجھنے یا ان پر کچھ جتانے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ یوں بھی ان دنوں وہ کچھ مگن اور کچھ خواب بننے میں لگی ہوئی تھی' پھر انہیں اپنے پسندیدہ رنگوں سے سجانا۔ گویا زندگی اپنی تمام تر خوبصورتیوں کے ساتھ اس پر مہربان تھی۔

"تمہارے جانے سے گھر سونا سونا ہو جائے گا۔" اس وقت بھابھی اس کے پاس آ کر بیٹھی تھیں اور کچھ اتنی محبت سے اس کا ہاتھ تھام کر کہا کہ وہ کسی طرح اس محبت کو جھٹلا نہیں سکی اور بدلے میں بے اختیار ان کا ہاتھ ہونٹوں سے لگا کر بولی۔

"یہ سونا پن زیادہ دن نہیں رہے گا۔ آپ کا ننھا مہمان آنے والا ہے۔ پھر اس کی ہنسی اور شرارتیں میری کمی محسوس بھی نہیں ہونے دیں گی۔"

"وہ تو جب آئے گا' ابھی تو میں بہت مس کروں گی تمہیں۔ اور تم جا بھی رہی ہو کوئٹہ۔"

"آپ تو ایسے کہہ رہی ہیں جیسے سات سمندر پار جا رہی ہوں۔ ویسے مجھے سمندر پار جانے کا بہت شوق ہے۔ احسن سے کہوں گی ضرور ٹرائی کریں۔ امریکہ' جاپان کہیں بھی۔" بہت اشتیاق سے کہتے ہوئے اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ بھابھی نے پیار سے اس کا گال چھوا پھر کہنے لگیں۔

"تمہارا سسرال اچھا ہے۔ سب لوگ اچھے ہیں' احسن کو تو بس ایک ہی بار دیکھا ہے۔ یقیناً" وہ بھی بہت اچھے ہوں گے' تم انشاءاللہ خوش رہو گی۔"

"آپ کی دعائیں ساتھ ہونی چاہیں بھابھی!" وہ بڑے موڈ میں تھی۔

"میری محبتیں' میری دعائیں سب تمہارے ساتھ ہیں پھر بھی میں کہوں گی کہ صرف میری دعاؤں سے کام نہیں چلے گا' تمہیں خود تھوڑا سمجھ دار ہونا چاہیے۔ گو کہ تمہاری ساس بہت اچھی ہیں لیکن وہ بھی ایک حد تک تمہیں گائیڈ کریں گی' اور تم اس طرح لاپروائی سے ہر بات کو مت ٹال دینا۔" بھابھی نے اس کا موڈ دیکھ کر نرمی سے سمجھانا شروع کیا تھا۔

"آپ کو نہیں پتا۔ میں بہت سمجھ دار' بہت چالاک ہوں۔" وہ اترا کر ہنسی۔

"سمجھدار ہوتیں تو مجھے تمہیں سمجھانا نہ پڑتا۔ عائشہ کو دیکھو' کتنی تیز ہے۔ یہاں آئی ہے تو ہر طرف نظر رکھتی ہے۔ خیر یہ بھی اچھا ہے کہ تم سے پہلے اس کی شادی ہو جائے گی' باقی عمیر ہے' اس کے ساتھ زیادہ بے تکلفی کے بجائے تم اپنا رویہ تھوڑا سا سخت کر لو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہو گا۔"

"اللہ بھابھی! یہ مجھ سے نہیں ہو گا۔ میں تو چھوٹے بچوں پر رعب نہیں ڈال سکتی اور عمیر تو۔۔۔" اس نے نفی میں سر ہلا کر معذوری ظاہر کی تو بھابھی بات ختم کرتی ہوئی بولیں۔

"بہرحال اس سے ہوشیار رہنا۔"

اور وہ کیونکہ اچھے موڈ میں تھی' اس لیے ہنس کر چپ ہو رہی۔ اس کے بعد بھابھی کو یوں فراغت سے اس کے پاس بیٹھنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ کیونکہ گھر میں مہمانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ پھر آپی بھی آ گئی تھیں۔ جن کے بچوں کی موجودگی میں وہ کسی اور کی سنتی ہی نہیں تھی۔ اور یہ تھوڑے سے دن بڑی افراتفری میں نکل گئے۔ جانے کسی بات' کسی نصیحت کو اس نے پلو میں باندھا بھی تھا یا اسی دہلیز پر چھوڑ گئی تھی۔

❋ ❋ ❋ ❋

جس وقت احسن کمرے میں داخل ہوئے' وہ ان سے اپنی پہلی ملاقات سوچ کر محظوظ ہو رہی تھی' اور انہوں نے بھی بیٹھتے ہی اسی حوالے سے پوچھا تھا۔

"جناب! آج حلیے سے کیسا نظر آ رہا ہوں؟"

اس نے بے اختیار ان پر ایک نظر ڈال کر سر جھکا لیا۔

"ارے' آپ کو شرمانا بھی آتا ہے۔ میرا تو خیال

Scanned with CamScanner

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھا' اس وقت بھی آپ میری اچھی خاصی کلاس لیں گی۔ اس لیے میں بہت تیار ہو کر آیا تھا۔ ویسے' اچھی لگ رہی ہو۔"

ان کے ہونٹوں پر بڑی دلفریب مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ اور نظروں کی وارفتگی محسوس کر کے وہ بہت نروس ہو رہی تھی۔ انہوں نے مزید کچھ نہیں کہا۔ بس آہستگی سے اس کے ٹھنڈے ہاتھ کو اپنے مضبوط ہاتھ میں دبا کر اپنی ذات کا اعتماد بخشا تھا۔ اور وہ واقعی حیران تھی کہ اس کا دھڑ دھڑ کرتا دل ایک پل میں ٹھہر گیا تھا۔

صبح عائشہ نے اسے تیار کر کے وہیں کمرے میں ناشتا کرایا۔ وہ دو دن پہلے اس گھر سے رخصت ہوئی تھی۔ اور اب بھائی کی شادی میں پیش پیش تھی۔ ناشتے کے بعد جیسے ہی احسن کمرے سے نکل کر گئے' ان کی کزنز آ گئیں اور کچھ شوق سے اور کچھ تنقیدی نظروں سے اسے دیکھنے لگیں۔

"بھابھی تو اچھی لائی ہو عائشہ۔" کسی کزن نے کہا تو دوسری طرف سے آواز آئی۔

"خاصی کم عمر' یعنی احسن بھائی کے مقابلے میں۔"

"یہ کیوٹ سی لڑکی' احسن بھائی کی پسند ہے۔" عائشہ نے اس کی ٹھوڑی چھو کر کہا تو حیرت میں ڈوبی آواز آئی۔

"واقعی' مجھے یقین نہیں آ رہا۔"

"مجھے بھی مشکل سے یقین آیا تھا۔" عائشہ ہنستی ہوئی بولی۔ تب ہی عمیر نے کمرے میں داخل ہو کر زوردار سلام کیا۔

"السلام علیکم۔ خواتین ہی خواتین۔"

"خواتین میں آپ کا کوئی کام نہیں۔ چلیے وہیں سے واپس ہو جائیں۔"

"جی نہیں' میں اپنی بھاوج کو دیکھنے اور ان کا حال احوال پوچھنے آیا ہوں۔" وہ فوراً" آگے آ کر اس کے پاس بیٹھ گیا اور آہستہ سے اسے کندھا مار کر بولا۔

"کیسی ہیں؟"

"جیسی پہلے تھی۔" اس نے سرگوشی میں جواب دیا۔

"گویا احسن بھائی کوئی تبدیلی لانے میں ناکام ہو گئے۔ چہ چہ۔" عمیر نے شوخی کے ساتھ تاسف کا اظہار کیا تو وہ دانت پیس کر بولی۔

"فوراً" اٹھ جاؤ میرے پاس سے ورنہ کسی کا خیال نہیں کروں گی۔" وہ ہنستا ہوا اٹھ کر چلا گیا۔

احسن ایک ہفتے کی چھٹی پر آئے تھے اور یہ پورا ہفتہ دعوتوں میں گزر گیا۔ اس کے بعد وہ بہت شوق سے کوئٹہ جانے کی تیاری کر رہی تھی۔ جبکہ احسن کی امی خاصی فکرمند تھیں۔

"دلہن وہاں اکیلی کیسے رہے گی' تم تو سارا دن آفس میں ہو گے' کیا یہ پریشان نہیں ہو گی' ہیں؟"

"نہیں۔" احسن کا جواب مختصر تھا۔

"کیسے نہیں' ابھی تو اسے ٹھیک سے کھانا پکانا بھی نہیں آتا۔ کیا کھائے گی پھر ایک ایک کام کے لیے بیٹھی رہے گی۔"

"کیا چاہتی ہیں آپ' یہیں چھوڑ جاؤں اسے؟" احسن زچ ہو کر بولے تو امی قدرے سٹپٹا گئیں۔

"نہیں' یہاں کیوں چھوڑ جاؤ گے۔"

"پھر کیوں ایسی باتیں کر رہی ہیں' خوامخواہ کی فکر' کوئی پریشان نہیں ہو گی یہ اور نہ بھوکی رہے گی۔ سر پر پڑتی ہے تو سب کام آ جاتے ہیں۔ یہ بھی سیکھ جائے گی۔"

"احسن ٹھیک کہہ رہے ہیں امی۔" احسن کے تیز لہجے کی تلافی میں وہ امی کے گلے میں بانہیں ڈالتی ہوئی کہنے لگی۔ "آپ یونہی پریشان ہو رہی ہیں' اور یہ آپ سے کس نے کہا کہ مجھے کوئی کام نہیں آتا۔ سب کر لیتی ہوں' کھانا بھی پکا لیتی ہوں' بس یہ پتا نہیں چلتا کہ کیا پکا ہے۔"

"ہا ہا ہا۔" عمیر نے بہت زور سے قہقہہ لگایا تو احسن اسے گھور کر بولے۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟"

"سوری بھائی!" عمیر نے سر کھجاتے ہوئے اسے دیکھا' وہ ہونٹ بھینچ کر ہنسی روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ہاں رومیلہ! تمہاری تیاری مکمل ہو گئی؟"

Scanned with CamScanner

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

احسن نے اٹھتے ہوئے اس سے پوچھا۔
"جی!"
"چلو عمیر! ہمارا سامان گاڑی میں رکھو' اور ہاں امی کا خیال رکھنا۔ زیادہ دیر گھر سے باہر رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ بظاہر بہت سنجیدگی سے اپنی بڑائی کا رعب جما رہی تھی' اور عمیر نے بھی اس وقت تک سر جھکا کر سعادت مندی کا مظاہرہ کیا جب تک احسن موجود رہے پھر جیسے ہی وہ کمرے سے نکل کر گئے' بڑھ کر اس کی کلائی پکڑ کر بازو پیچھے موڑتا ہوا بولا۔
"ہاں اور کیا کیا کرنا ہے۔ جلدی بتائیں؟۔"
"اف میرا بازو۔" وہ تکلیف سے جھک گئی۔ تو امی کے ڈانٹنے پر عمیر اس کا بازو چھوڑ کر پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔
"یہ رعب احسن بھائی پر ڈالیے گا۔"
"وہ پہلے ہی مرعوب ہو چکے ہیں۔" وہ ہنستی ہوئی بھاگ کر احسن کے پیچھے آئی تھی' اور تمام راستہ بھی وہ یونہی ہنستی کھلکھلاتی رہی تھی' پھر کوئٹہ کی برف باری نے تو اسے دیوانہ بنا دیا تھا۔ بے اختیار احسن کا بازو تھام کر بولی۔
"کتنا اچھا لگ رہا ہے ناں؟۔"
"رکو مت' اندر چلو' ورنہ یہیں جم جاؤ گی۔" احسن نے اس کا اشتیاق نظر انداز کر کے اسے اندر دھکیل دیا پھر دروازہ بند کرتے ہوئے کہنے لگے۔ "تم ان موسموں کی عادی نہیں ہو۔ لہٰذا تمہیں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ چلو ہیٹر آن کرو اور لحاف میں بیٹھو۔"
"میں واقعی ایسے سخت موسموں کی عادی نہیں ہوں۔" وہ روٹھ کر بولی۔ اشارا ان کے تحکمانہ انداز کی طرف تھا اور وہ سمجھ کر بے ساختہ مسکرائے۔
"آہستہ آہستہ عادی ہو جاؤ گی۔"
"جی نہیں' موسم کو بدلنا ہو گا ورنہ میں خود کشی کر لوں گی۔"
"اس سے پہلے اگر چائے پلا دو تو تمہاری بڑی مہربانی۔" وہ خود ہی ہیٹر آن کرتے ہوئے بولے۔ تو وہ چیخ پڑی۔
"یعنی آپ کو میری خود کشی سے کوئی مطلب نہیں؟۔"
"نہیں۔" ان کی مسکراہٹ بڑی واضح تھی اور آنکھوں سے چھلکتی شوخی نے اسے مزید کچھ کہنے سے روک دیا تھا۔

* * * *

وہ احسن کی سنگت میں بہت خوش تھی۔ کیونکہ اس کے معاملے میں ان کا رویہ بڑا دلکش تھا۔ بہت محبت کرنے والے اور اس کا بے حد خیال رکھتے۔ اپنی کوئی بات جبراً" نہیں منواتے تھے بلکہ اس کی خوشی دیکھتے۔ اسے اگر ان سے کوئی شکایت تھی تو صرف اتنی کہ وہ کم بولتے تھے۔ اس کے باوجود اسے کبھی نہیں ٹوکا۔ وہ جتنی دیر بولتی رہتی گو کہ ہر بات کا جواب نہیں دیتے لیکن سنتے ضرور تھے۔ اور اس کا انہیں احساس تھا۔ خصوصاً" شام میں جب وہ گھر میں داخل ہوتے تو اس کے چہرے پر سارا دن کی بوریت سے چھا جانے والی بیزاری واضح نظر آتی تھی۔
"کیا سوچتی ہو گی تم' میں نے تمہیں یہاں لا کر قید کر دیا' شاید امی ٹھیک کہہ رہی تھیں کہ تم یہاں اکیلی پریشان ہو جاؤ گی۔ اور میں نے ان کی بات کو اہمیت نہیں دی' اپنا سوچا۔" وہ اس وقت اس کی اکتائی ہوئی شکل دیکھ کر کہہ رہے تھے۔
"جناب! میں ایسا کچھ نہیں سوچتی۔ بے شک سارا دن میں بور ہوتی ہوں لیکن پھر اسی حساب سے آپ کو پریشان بھی تو کرتی ہوں۔ اتنا بہت سارا بول کر۔ ویسے اگر آپ کو میری پریشانی کا زیادہ ہی احساس ہوتا ہے تو اپنی ٹرانسفر کیوں نہیں کروا لیتے۔" اس نے آخر میں اس بات پر زور دیا جو کئی دنوں سے کہہ رہی تھی۔
" اس سلسلے میں میں تمہیں کوئی جھوٹی تسلی بھی نہیں دینا چاہتا۔ یعنی میں اپنی ٹرانسفر نہیں کروا سکتا۔ کیونکہ یہاں برانچ کھولنے کا مشورہ میرا تھا۔ اور میرے ذمہ داری قبول کرنے کے بعد ہی ایم ڈی نے اس پر عمل کیا تھا۔ اب اگر میں ہی۔"
"بس یہ آفیشل باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں اور جو میرے سمجھنے کی بات تھی' وہ میں اچھی طرح سمجھ سکتی ہوں۔" وہ ہاتھ اٹھا کر انہیں مزید

Scanned with CamScanner

تفصیل سے روک کر بولی۔
"کیا سمجھ گئی ہو؟۔" انہوں نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔
یہی کہ آپ کی ٹرانسفر نہیں ہو سکتی اور آئندہ میں اس سلسلے میں کچھ نہ کہوں؟۔" وہ حسب عادت اترا کر ہنسی جیسے کوئی تیر مار لیا ہو۔
"گڈ' تم شروع سے اتنی سمجھ دار ہو یا میری صحبت کا اثر ہے؟۔" انہوں نے مسکراہٹ دبا کر پوچھا تو وہ مزید گردن اکڑا کر بولی۔
"شروع سے یعنی بہت بچپن سے' ہر بات بہت جلدی سے سمجھ لیتی ہوں۔ بس ایک بات آج تک سمجھ نہیں آئی۔"
"وہ کیا؟۔" وہ دلچسپی سے دیکھنے لگے۔
"وہ یہ کہ میں تو آپی کے گھر آپ کے ساتھ بہت بدتمیزی سے پیش آئی تھی پھر آپ نے کیسے مجھے پسند کر کے شادی کا فیصلہ بھی کر لیا؟۔" وہ اکثر سوچتی تھی اور پوچھ آج رہی تھی۔ جس پر وہ کہنے لگے۔
"یہ بات تو تمہیں اول روز ہی پوچھنی چاہیے تھی۔ بہرحال اس کا جواب یہ ہے کہ مجھے لڑکیوں کا اجنبیوں سے اخلاق برتنا اچھا نہیں لگتا۔ اس روز اگر تم یہ کہتیں کہ جی آذر بھائی تو گھر پر نہیں ہیں' آپی بھی گئی ہوئی ہیں۔ آپ ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر انتظار کریں وغیرہ وغیرہ تو شاید میں کبھی بھی تمہارے بارے میں نہ سوچتا۔"
"اور میرا خیال تھا یا تو آپ کو معلوم ہی نہیں ہے کہ آپ کی شادی مجھ سے ہو رہی ہے یا پھر انتقاماً کر رہے ہیں۔"
"ہوں۔ اور مجھے خبردار کرنے کے لیے تم نے رات کے دو بجے فون کیا تھا۔" انہوں نے قدرے سوچتے ہوئے انداز میں کہا تو وہ صاف مکر گئی۔
"جی نہیں' میں نے کوئی فون نہیں کیا تھا۔"
"اچھا۔ پھر وہ کون تھی جو بہت محبت جتا رہی تھی پھر منتیں کرنے لگی کہ خدارا اس واقعے کو بھول جائیں' میں بہت شرمندہ ہوں۔" وہ کن انکھیوں سے اسے دیکھ رہے تھے یہ سنتے ہی اچھل پڑی۔

"محبت کب جتائی تھی میں نے اور منتیں۔" ان کے ہونٹوں پر پھیلتی مسکراہٹ سے وہ پہلے سٹپٹا گئی' پھر جھینپ کر بولی۔ "بہت خراب ہیں آپ۔ اب بات نہیں کرنی مجھ سے۔"
"اچھی بات لیکن ایک خوشخبری سن لو' تم ایک عدد بھتیجے کی پھوپھی جان بن چکی ہو۔" انہوں نے اچانک یاد آنے پر بتایا تو وہ خوشی سے چلاتی ہوئی بولی۔ "سچ' آپ کو کیسے پتا!"
"آج آفس میں تمہارے چھوٹے بھائی کا فون آیا تھا۔ انہوں نے بتایا اور ہاں تمہیں سلام وغیرہ بھی کہہ رہے تھے۔"
"وعلیکم السلام' کیسے ہیں سب لوگ؟ آپ گھر میں فون کیوں نہیں لگوا لیتے۔" اسے ایکدم فون کی کمی محسوس ہونے لگی۔
"کہہ رکھا ہے مکان مالک سے' اس مہینے لگ جائے گا۔ نہیں تو ہم گھر بدل لیں گے۔"
"چلیں۔ بھتیجے کی خوشی میں آپ کو زبردست چائے پلاتی ہوں۔"
وہ اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔ جبکہ دل چاہ رہا تھا اڑ کر گھر پہنچ جائے۔ سب لوگ یاد آنے لگے تھے' امی' بھابھی' بھائی جان' چھوٹے بھائی' اور اب ننھا بھتیجا۔ کتنی خوش ہوں گی امی اور اس گھر میں کتنی رونقیں سمٹ آئی ہوں گی۔ اس وقت سے اس کا دھیان ادھر رہنے لگا تھا۔ ایک دو بار احسن سے کہا بھی کہ کچھ دنوں کے لیے چلیں اور انہوں نے ٹالا تو نہیں' نہ ہی فوری جانے کی ہامی بھری' صاف گوئی سے اپنی مصروفیت بتا کر اگلے مہینے چلنے کا وعدہ کر لیا۔ تو وہ دن گننے لگی تھی۔ اور ابھی کچھ دن باقی تھے کہ عمیر' امی کو لے کر آ گیا۔ ان کی آمد سے بھی وہ بہت خوش ہو گئی تھی۔
"کتنی کمزور ہو گئی ہے بچی۔ اپنوں سے دور لا کر اکیلا جو کر دیا ہے تم نے اسے۔" امی' احسن پر خفا ہونے لگیں۔ "یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ پہلی بار بچی گھر والوں سے دور ہوئی ہے۔ مہینے پندرہ دن بعد ملانے لے جاتے۔ تم تو یوں قبضہ جما کر بیٹھ گئے ہو جیسے اب اور کسی کا حق ہی نہیں رہا اس پر۔" کئی بار اس کی امی کا فون

Scanned with CamScanner

آ دکا ہے۔ چھوٹتے ہی پوچھتی ہیں کہ کب آرہے ہیں بچے۔"

"بچے بڑے ہو جائیں' ان کے پر نکل آئیں تو وہ اپنا الگ گھونسلہ بنا لیتے ہیں۔" امی کی خفگی پر وہ جز بز ہو کر بولے۔

"یہی فرق ہے انسانوں اور جانوروں میں کہ انسان اپنا پہلا گھونسلہ کبھی نہیں بھولتا۔ گھوم پھر کر وہاں ضرور آتا ہے خواہ ستانے کو ہی سہی۔ تم دنیا سے نرالے ہو گیا؟۔"

"آپ خوامخواہ بگڑ رہی ہیں۔ ہم اب کچھ دنوں میں آنے والے تھے۔ پوچھ لیں رومیلہ سے۔" انہوں نے چائے لاتی رومیلہ کو دیکھ کر کہا تو وہ فوراً" بولی۔

"جی امی! ہمارا اسی مہینے کا پروگرام تھا۔ چلیں اچھا ہوا آپ آگئیں مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے۔"

"بیٹا! تمہاری امی تمہارے لیے بہت اداس ہیں۔ تمہیں ان سے ملنے جانا چاہیے۔ تم احسن سے کہتی نہیں ہو یا یہ تمہاری بات نہیں مانتا؟۔" امی نے اسے اپنے پاس بٹھاتے ہوئے نرمی سے پوچھا تو وہ قدرے رک کر بولی۔

"ان کی مصروفیت دیکھتے ہوئے میں نے خود ہی نہیں کہا۔"

"خیر' اب تم ہمارے ساتھ چلنا' میں خاص طور پر تمہیں لینے آئی ہوں۔" امی نے کہا تو وہ احسن کو دیکھنے لگی۔ جانے وہ متوجہ نہیں تھے یا قصداً" انجان بن گئے تھے۔

"میں زیادہ دن نہیں رہوں گی' کیونکہ عمیر کو بس تین دن کی چھٹی ملی ہے۔ آج کا دن تو یوں بھی نکل گیا۔ پرسوں چلیں گے۔"

"پرسوں نہیں امی' آپ ہمارے ساتھ چلیے گا۔ عمیر کو جانے دیں۔" اس نے کہا تو عمیر فوراً" بولا۔

"جی نہیں' امی میرے ساتھ ہی جائیں گی' آپ بے شک اپنے پروگرام کے مطابق آیئے گا۔"

"کوئی پروگرام کے مطابق نہیں' یہ بھی میرے ساتھ جائے گی۔"

امی کے حتمی انداز پر وہ خاموش ہو رہی تھی' لیکن رات میں احسن سے ضرور کہا کہ وہ ان کے ساتھ جانا چاہتی ہے۔ اور چاہتے تو وہ بھی یہی تھے لیکن پھر انہیں امی کی بات ٹھیک لگی کہ وہ اگر ساتھ گئے تو تین چار دن بعد واپس آتے ہوئے اسے بھی اپنے ساتھ لانا چاہیں گے اور اتنے کم دنوں میں نہ تو وہ میکے میں رہ سکے گی نہ امی کا اسے اپنے ساتھ رکھنے کا ارمان پورا ہو گا یوں امی کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے انہوں نے اسے بھی سمجھا دیا کہ وہ دس پندرہ دن بعد اسے لینے آجائیں گے۔

پھر گو کہ احسن نے اسے اپنی طرف سے اطمینان دلا دیا تھا پھر بھی وہ ان کی فکر ساتھ لے کر آئی تھی۔ کہ انہیں کھانے کی پرابلم ہو گی۔ کپڑے خود پریس کرنے پڑیں گے اور زیادہ ان کی تنہائی کا خیال تھا۔

"آفس سے آنے کے بعد بہت بور ہوں گے احسن۔" شام اتر رہی تھی جب اس نے عمیر کو دیکھ کر کہا تو وہ چھیڑ کر بولا۔

"جی نہیں' شکر کر رہے ہوں گے بھائی کہ جان چھوٹی ایسی باتونی لڑکی سے۔ کچھ دن عیش کریں گے' دیکھا نہیں تھا جب آپ آرہی تھیں تو وہ کتنے خوش ہو رہے تھے۔"

"وہ تمہیں خوش نظر آرہے تھے؟۔" وہ چیخ کر چیخی۔

"اور کیا پوری بتیسی باہر تھی۔ اس سے پہلے میں نے کبھی ان کے دانت نہیں دیکھے تھے۔" عمیر اس کے غصے سے محظوظ ہو رہا تھا۔

"تم بالکل احمق ہو' تمہیں خوشی اور غم کی کیفیت میں تمیز نہیں ہے۔"

"آپ کا مطلب ہے' وہ غمزدہ تھے۔ اچھا اچھا۔ میں سمجھ گیا آپ کی جدائی کے خیال سے نہ صرف پریشان بلکہ یوں بوکھلا گئے تھے کہ آنسو کے بجائے دانت نکال رہے تھے۔" عمیر نے اس کی گھورتی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔

"تم۔۔۔!۔" وہ اسے مارنے کے لیے ادھر ادھر کوئی چیز تلاش کرنے لگی تو وہ ہنستا ہوا اٹھ کر بھاگ گیا۔

◆ ◆ ◆ ◆

Scanned with CamScanner

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اگلی صبح جب عمیر آفس جانے کے لیے تیار ہوا تو امی سے اجازت لے کر وہ بھی اس کے ساتھ نکل آئی، کیونکہ اب اس سے مزید صبر نہیں ہو رہا تھا۔ جب تک دوسرے شہر میں تھی تو اور بات تھی۔ اب تو ایک رات بھی بھاری گزری تھی۔ امی کے گھر میں داخل ہوتے ہی اس نے چلانا شروع کر دیا۔

"امی! بھابھی! میں آگئی۔"

امی اپنے کمرے سے اور بھابھی کچن سے نکل کر آگئیں۔ تو دونوں سے گلے مل کر اس نے فوراً" منے کا پوچھا۔

"تو بھتیجے کی محبت کھینچ لائی ہے تمہیں۔" امی نے ایک بار پھر اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔ تو وہ ہنستی ہوئی بولی۔

"صرف اس کی نہیں آپ سب کی محبت۔ تب ہی بھابھی منے کو لے کر آگئیں اور اس کی گود میں ڈالتے ہوئے بولیں۔

"اللہ تمہیں بھی ایسا ہی چاند سا بیٹا دے۔"

"آمین!" امی نے کہا پھر پوچھنے لگیں۔ "کس کے ساتھ آئی ہو؟ احسن کہاں ہیں؟"

"احسن نہیں آئے۔ مجھے کوئٹہ سے امی اور عمیر لے کر آئے ہیں۔ اور ابھی یہاں عمیر چھوڑ کر گیا ہے۔" اس نے منے کے ساتھ کھیلتے ہوئے امی کی بات کا جواب بھی دے دیا۔

"عمیر کو اندر نہیں بلایا؟"

"وہ آفس جا رہا تھا۔ چلا گیا۔"

اس کی مصروفیت ہنوز تھی۔ جب ہی امی نے مزید سوال جواب بعد کے لیے اٹھا رکھے اور بھابھی کو چائے لانے کا اشارا کر کے اسے منے کے ساتھ کھلکھلاتے ہوئے دیکھنے لگیں۔ اس کے چہرے پر بے پناہ خوشیوں کا نکھار تھا جن کی ایک ماں اپنی بیٹی کے لیے آرزو کرتی ہے، دعائیں مانگتی ہے اور اپنی دعاؤں کی قبولیت پر امی کے اندر جہاں ڈھیروں اطمینان اترا وہاں شکر بھی کر رہی تھیں۔

پھر امی کے فون کرنے پر دوپہر میں آپی بھی بچوں کے ساتھ آگئیں تو گھر میں خوب رونق ہو گئی۔ جس پر وہ اپنے آپ ہی حیران ہو کر کہنے لگی۔

"میں ایسی ہلچل کے بغیر زندہ ہوں، حیرت ہے۔"

"یہ ہلچل بچوں کے ساتھ ہوتی ہے، کوئی آثار ہیں؟" آپی نے فوراً" احساس دلا کے پوچھا تو اس نے جھینپ کر نفی میں سر ہلا دیا۔

"کیوں، چھ مہینے تو ہو گئے ہیں تمہاری شادی کو، کسی ڈاکٹر کو دکھایا۔"

"نہیں۔" کبھی خیال ہی نہیں آیا۔" اس کی صاف گوئی پر آپی کہنے لگیں۔

"کوئی ٹوکنے والا جو نہیں ہے وہاں۔ یہاں سسرال میں سب کے ساتھ رہتی ہوتیں تب تو خیال آتا۔ بہرحال اس معاملے میں لاپروائی نہیں کرنا بلکہ یہیں سے اپنا چیک اپ کروا لو تو اچھا ہے۔ وہاں جا کر پھر بھول جاؤ گی۔" اس نے بس سر ہلانے پر اکتفا کیا تھا۔

پھر تیسرے ہی دن عمیر اسے لینے آگیا۔ جبکہ وہ امی سے پانچ چھ دن کا کہہ کر آئی تھی اور انہوں نے کوئی اعتراض بھی نہیں کیا تھا۔ بلکہ خوشی سے اجازت دی تھی اور عمیر سے بھی اس نے یہی کہا لیکن وہ بضد تھا۔

"آپ کو ابھی چلنا ہے کیونکہ گھر میں کافی لوگ صرف آپ سے ملنے کے شوق میں آرہے ہیں اور عائشہ بھی آئی ہوئی ہے۔ آپ دو چار دن وہاں رہ لیں پھر جب کہیں گی یہاں لے آؤں گا۔"

"عمیر ٹھیک کہہ رہا ہے بیٹی!" امی، عمیر کی بات سمجھ کر کہنے لگیں، شادی ہوتے ہی تو تم کوئٹہ چلی گئیں۔ اب آئی ہو تو سب سے مل لو۔ دو چار دن میں پھر آجانا۔"

"میری بات آپ کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔" عمیر اسے اٹھتے دیکھ کر بولا تو وہ کچھ روٹھے روٹھے انداز میں اسے گھورتی ہوئی باہر نکل آئی۔

گھر میں عائشہ اس کی منتظر تھی اور وہ بھی اسے دیکھ کر ایکدم خوش ہو گئی۔ اس سے گلے ملنے کے بعد باقاعدہ اس کے سراپے کا جائزہ لینے لگی تو وہ اپنے سامنے دوپٹہ پھیلاتے ہوئے ٹوک کر بولی۔

"کچھ خیال کرو، عمیر بھائی آرہے ہیں۔" وہ اپنی

Scanned with CamScanner

حرکت پر خود ہی ہنسنے لگی۔ اور جیسے ہی عمیر قریب آیا اسے دیکھ کر بولی۔

"سنا ہے۔ تم ماموں جان بننے والے ہو؟۔"

"جبکہ مجھے چاچا بننے کا زیادہ شوق ہے۔ کب بنا رہی ہیں؟۔" عمیر نے الٹا اسے بوکھلا دیا تھا۔ جس پر عائشہ کو ہنسنے کا موقع مل گیا۔ اس نے باری باری دونوں کو دیکھا پھر ایکدم صوفے سے کشن کھینچ کر عمیر پر یوں برسانا شروع کیا کہ اسے سنبھلنے کا موقع ہی نہیں دے رہی تھی۔ بمشکل عمیر اس کے ہاتھ سے کشن لے کر جوابی کارروائی کرنا چاہتا تھا کہ وہ امی کو پکارتی ہوئی ان کے کمرے میں بھاگ گئی۔

پھر سارا دن عائشہ کے ساتھ بیٹھی وہ کبھی اس کے حالات سنتی کبھی اپنے بتاتی۔ اور اس کی ہر بات کی تان اس پر ٹوٹ رہی تھی کہ اس کے پاس کرنے کو کچھ نہیں ہے وہ بہت بور ہوتی ہے۔ جس پر عائشہ نے اسے کئی مشورے دے ڈالے۔ کوئی کلب جوائن کر لو' کوکنگ کی کلاسیں لے لو یا کوئی لینگویج کورس وغیرہ وغیرہ۔ اس نے ہر مشورے پر یوں سر ہلایا جیسے اسے بہت پسند آیا ہو اور یہ صرف عائشہ کو دکھانے کے لیے تھا۔ ورنہ وہ خود اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ کسی ایک پر بھی عمل نہیں کرے گی۔ بہرحال شام تک عائشہ کے ساتھ اس کا بہت اچھا وقت گزرا۔ پھر اس کا شوہر آصف اسے لینے آگیا تو اس نے زبردستی انہیں رات کے کھانے تک روکا تھا۔ اور اس دوران کئی بار انہیں کوئٹہ آنے کی دعوت دی۔ پھر ان کے جانے کے بعد امی عشاء کی نماز کے لیے اٹھ کر گئیں تو وہ عمیر کے پاس آکر کہنے لگی۔

"سنو' مجھے کوئی اچھی سی فلم لا دو۔"

"آج کل ساری فلمیں بکواس آرہی ہیں۔" عمیر کا انداز ٹالنے والا تھا۔

"چلو۔ میں بکواس ہی دیکھ لوں گی۔" وہ بھی ٹلنے والی نہیں تھی۔ جس پر وہ چڑ کر بولا۔

"دیکھنی ضرور ہے۔"

"ہاں۔ کیونکہ مجھے نیند نہیں آرہی' اٹھو پلیز۔ اچھے بھائی ہو ناں۔ میں تمہیں فرسٹ کلاس چائے پلاؤں گی۔ اور ہاں ٹی وی اور وی سی آر میرے کمرے میں رکھ دینا۔" اس نے اتنی لجاجت سے کہا کہ عمیر نہ چاہتے ہوئے بھی اٹھ کر کھڑا ہوا۔

"آپ بھی چلیں' ذرا آؤٹنگ ہو جائے گی۔ اور فلم بھی اپنی پسند سے لے لیجئے گا۔"

"لیکن میں تو تمہارے لیے چائے بنانے جا رہی ہوں۔" اس نے اس انداز سے کہا جیسے پوچھ رہی ہو پھر چائے تو نہیں پیو گے ناں۔

"چائے رہنے دیں' آئس کریم کھائیں گے۔" عمیر گاڑی کی چابی اٹھاتا ہوا بولا۔ تو وہ خوش ہو کر امی کو بتانے ان کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"اپنے شہر کی کیا بات ہے۔"

وہ جگمگاتی روشنیوں اور ٹریفک کے اژدھام کو دیکھ کر بار بار یہی جملہ بول رہی تھی۔ احسن کے ساتھ تو اس نے زندگی کو اس انداز سے انجوائے کیا ہی نہیں تھا۔ اس کے برعکس فوراً" ہی روٹین لائف شروع ہو گئی تھی اور وہ اس میں بھی خوش تھی کیونکہ احسن کی شخصیت ہر پہلو سے متاثر کرنے اور چھا جانے والی تھی۔ اور غالباً" ان کے سحر میں گرفتار ہو کر اس کے لیے باقی ساری باتیں بے معنی ہو کر رہ گئی تھیں۔ لیکن اب اچانک دل میں اس خواہش نے انگڑائی لی تھی کہ کاش عمیر کی جگہ احسن ہوتے۔

"پتا ہے۔ میں اس وقت آپ کو طارق روڈ کیوں لے جا رہا ہوں۔" عمیر نے ایک اچٹتی نظر اس پر ڈال کر کہا تو وہ چونک کر بولی۔

"آئس کریم کھلانے۔"

"صرف آئس کریم کھلانے نہیں۔ مجھے آپ سے ایک ضروری بات بھی کرنی ہے۔"

"کوئی لڑکی پسند کر لی ہے۔" اس نے فوراً" کہا تو عمیر نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔ لیکن بولا کچھ نہیں اور سیدھا ہو کر پہلے پارکنگ کے لیے جگہ تلاش کی پھر اسے بیٹھے رہنے کا اشارا کر کے خود ہی آئس کریم لینے چلا گیا۔ جس سے وہ یہی سمجھی کہ اس کی بات اسے پسند نہیں آئی۔

"لیجئے۔" عمیر نے بیٹھنے سے پہلے آئس کریم

Scanned with CamScanner

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے تھما دی۔ پھر احتیاط سے گاڑی ٹریفک میں سے نکال کر مین شاہراہ پر آیا تو پوچھنے لگا۔ "ہاں تو کیا کہہ رہی تھیں آپ؟"

"میں نہیں، تم کچھ کہنے والے تھے۔ کوئی ضروری بات۔" اس بار وہ سنجیدہ تھی۔

"ضروری بات وہی ہے جو آپ نے سمجھ لی، یعنی مجھے فضہ سے عشق ہو گیا ہے۔" عمیر کے نزدیک اب یہ کوئی دھماکے والی خبر نہیں رہی تھی کیونکہ وہ پہلے ہی سمجھ چکی تھی۔ لیکن اس نے تو یونہی شرارتاً کہا تھا تصدیق پر اچھل پڑی۔

"واقعی؟ کون ہے فضہ؟"

"آفس میں میرے ساتھ کام کرتی ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ امی کو جاب کرنے والی لڑکیاں پسند نہیں ہیں اور شاید احسن بھائی کو بھی۔ اس لیے آپ کو میری مدد کرنی ہے یعنی ان دونوں تک نہ صرف میری بات پہنچانی ہے بلکہ فضہ کے حق میں فیصلہ بھی کروانا ہے۔" عمیر نے مسئلہ بتا کر اپنی ذمہ داری اس پر ڈال دی تو وہ کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگی۔

"تمہاری بات تو میں ان تک پہنچا سکتی ہوں اور جہاں تک ممکن ہوا، سفارش بھی کر دوں گی لیکن۔"

"اوں ہوں۔" وہ ٹوک کر بولا۔ "میں لیکن ویکن نہیں سننا چاہتا ویسے مجھے یقین ہے آپ کی سفارش سے ہی میرا کام ہو جائے گا، کیونکہ احسن بھائی اور امی بھی آپ کو بہت چاہتی ہیں۔"

"یہ تو ہے۔" وہ گردن اکڑا کر ہنسی پھر کہنے لگی۔ "پہلے مجھے فضہ سے ملواؤ میں دیکھوں گی، آیا وہ لڑکی اس قابل ہے کہ اس سفارش کی جائے۔"

"جناب! وہ ہر لحاظ سے آپ سے۔" وہ کہنے جا رہا تھا اچھی ہے لیکن فوراً سنبھل کر بولا۔ "کم ہے یعنی کم تر۔"

"بڑے استاد ہو۔"

"ایک منٹ، میں آپ کے لیے فلم لے آؤں۔" اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتی۔ اس نے اتر کر ویڈیو سینٹر کی طرف دوڑ لگا دی۔ پھر گھر آنے تک وہ اسے فضہ کے بارے میں تفصیل سے بتا چکا تھا۔ اور جب ٹی وی اور وی سی آر اس کے کمرے میں رکھنے کا مرحلہ آیا تو اس سے پہلے وعدہ لیا کہ امی کو فضہ کے حق میں ہموار کیے بغیر وہ گھر نہیں جائے گی، اور اس نے بھی بڑے آرام سے وعدہ کر لیا تھا۔ پھر اسے فلم سیٹ کرنے کا کہہ کر وہ دبے پاؤں امی کے کمرے میں آئی اور انہیں سوتے دیکھ کر اسی احتیاط سے لائٹ آف کر کے نکلی۔ گھر کے سارے دروازے بند کیے اس کے بعد چائے بنانے کی غرض سے کچن میں آئی تھی۔ لائٹ چلی گئی۔

"لاحول ولا۔" وہ بری طرح جھنجلائی بلکہ تلملائی۔ کیونکہ اس وقت اپنے بستر میں بیٹھ کر چائے پینے کے ساتھ فلم دیکھنے کے خیال سے وہ بہت خوش ہو رہی تھی۔ اور اس لائٹ نے سارا پروگرام خراب کر دیا تھا۔ وہ اسی طرح جھنجلاتی اندھیرے میں ماچس تلاش کرنے لگی۔ اور کیبنٹ میں ماچس تو نہیں ملی۔ البتہ موم بتی ہاتھ آ گئی۔ وہ اسے لیے ہوئے اندھوں کی طرح راستہ چلتی اپنے کمرے تک آئی اور عمیر کو پکار کر پوچھنے لگی۔

"عمیر! ماچس ہے تمہارے پاس؟"

"جی!" عمیر غالباً اس خیال سے اس کے بستر پر دراز ہو گیا تھا کہ ابھی لائٹ آ جائے گی تو اس کا کام کر کے اپنے کمرے میں جائے گا۔ اس کی آواز پر اٹھ کر بیٹھا اور جیبوں میں تلاش کر کے ماچس نکالی پھر تیلی کو شعلہ دکھایا تو وہ جو دروازے میں رک گئی تھی، اندر آتی ہوئی بولی۔

"کم بخت لائٹ کو اسی وقت جانا تھا۔"

"ابھی آ جائے گی۔" عمیر نے اسے تسلی دی اور اس کے ہاتھ میں موم بتی دیکھ کر اسے جلانا چاہتا تھا کہ شعلہ بجھ گیا۔ پھر دوسری تیلی جلانے میں اسے ایک پل لگا تھا اور اس ایک پل میں دو انسانوں کے بیچ آنے والا وہ شیطان تھا جس نے تیلی کے شعلے کو موم بتی تک پہنچنے سے پہلے اس کے وجود میں دھکا دیا تھا کہ وہ کسی طرح اس آگ سے اپنا دامن بچا سکا نہ گھر کی ناموس کا۔

* * * *

Scanned with CamScanner

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کچھ دیر پہلے اس کے ہونٹوں پر مضبوط ہاتھ تھا جس نے اس کی آواز دبا دی تھی۔ اور اب وہ اپنے ہی ہاتھ ہونٹوں پر جمائے بیٹھی تھی۔ اس کے باوجود وقفے وقفے سے اس کے منہ سے عجیب و غریب آوازیں نکل رہی تھیں۔ جو اسے مزید خوفزدہ کر رہی تھیں۔ قیامت تو وہی تھی۔ جو اس پر گزر گئی تھی۔ اب کیا رہ گیا تھا۔ ایک بار اس کا دل چاہا۔ اپنے بدن کا پورا زور لگا کر اتنی زور سے چیخے کہ اس تاریک سناٹے میں اس کی آواز صور پھونکنے کا کام دے لیکن اس کے بدن میں اتنی طاقت ہی نہیں تھی۔ خود اپنے آپ کو بمشکل سہارا دیے ہوئی تھی۔ انتہائی صدمے کی کیفیت میں وہ کچھ سوچ نہیں پا رہی تھی۔ بس گھور اندھیرے میں یوں لگ رہا تھا جیسے وہ زندہ قبر میں اتار دی گئی ہے۔

کتنی دیر بعد لائٹ آئی تو اس کا کمرہ ایک دم سے بہت روشن ہو گیا۔ اور اس کی پتھرائی ہوئی آنکھیں ایک پل کو جھپکی تھیں اس کے بعد وہ زوردار چیخ کے ساتھ بھاگتی ہوئی امی کے کمرے میں آئی اور انہیں جھنجھوڑ کر اٹھا دیا۔

"کیا بات ہے بیٹی؟" امی نے پریشان ہو کر اسے دیکھا۔ وہ بری طرح کانپ رہی تھی اور اس کے آنسو رخساروں پر تسلسل سے بہہ رہے تھے جس سے وہ مزید ہول گئیں۔

"سب خیر ہے ناں' احسن اور وہ عمیر کہاں ہے؟" امی اٹھنے لگی تھیں کہ وہ ان کے سینے میں منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"میں مر جاؤں گی۔ میں مر جاؤں گی۔"

"کچھ بتاؤ تو۔ میرے بچے سب کہاں ہیں۔ خیریت سے ہیں ناں؟" امی کو اپنے بچوں کی فکر لاحق ہو گئی۔

"وہ۔" وہ سچ بتانے جا رہی تھی کہ کسی نادیدہ ہاتھ نے اس کے ہونٹ دبا دیے۔ اور وہ ایک ٹک امی کو دیکھے گئی۔ یہ عورت کتنی شفیق' کتنی مہربان ہے اس کی ماں جیسی لیکن اس کی ماں نہیں ہو سکتی۔

"میں عمیر کو اٹھاتی ہوں۔" امی پھر اٹھنے لگیں۔

"نہیں۔" اس نے بے اختیار ان کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ دیے اور ٹیپ کی طرح شروع ہو گئی۔ "مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ شاید میں نے کوئی بھیانک خواب دیکھا تھا۔ آنکھ کھلی تو لائٹ بھی نہیں تھی۔ پورا اندھیرا تھا۔ میں اور ڈر گئی۔ آپ مجھے اپنے پاس سلا لیں۔ میں اکیلی نہیں سو سکتی۔"

"ہاں ہاں یہاں سو جاؤ۔" امی اپنی اولادوں کی طرف سے اطمینان سے ہو کر ایک طرف ہٹ کر لیٹ گئیں تو ان کے برابر لیٹتے ہی اس نے خود کو چادر میں چھپا لیا۔ کچھ دیر بعد ہی امی کے خراٹوں کی آواز آنے لگی تھی۔ اور اس کی پوری رات آنکھوں میں کٹ گئی۔ صبح کے قریب جا کر نیند مہربان ہوئی تھی۔

پھر بازو میں سوئی چبھنے سے اس کی آنکھ کھلی تھی۔ اس نے دیکھا ڈاکٹر اس پر جھکا ہوا تھا اور اس کے پیچھے عمیر کی ایک جھلک دیکھ کر ہی اس کے بدن کو عجیب سا جھٹکا لگا۔ جس سے ڈاکٹر کے ہاتھ میں انجکشن بھی ہل گیا تھا۔

"بخار بہت تیز ہے۔" ڈاکٹر عمیر سے کہنے لگا "برف کے پانی میں کپڑا بھگو کر سر اور ماتھے پر رکھیں۔ ایک گھنٹے میں اگر ٹمپریچر کم نہ ہو تو مجھے اطلاع کیجئے گا اور یہ میڈیسن چار چار گھنٹے بعد دیں۔"

وہ آنکھیں سختی سے بند کیے آوازیں سن رہی تھی۔ پھر کچھ دیر کے لیے خاموشی چھائی اس کے بعد امی کی آواز آئی تھی۔

"کیسی طبیعت ہے بیٹی؟" وہ چپ چاپ انہیں دیکھنے لگی تو وہ اس کے پاس بیٹھتی ہوئی کہنے لگیں۔

"تم نے تو رات مجھے بھی ڈرا دیا تھا۔ خیر اب اکیلی نہیں سونا۔ تمہارے لیے نئی جگہ ہے ناں اگر چار چھ مہینے یہاں رہی ہوتیں۔ تب تو مانوس ہوتیں اور ہاں صبح احسن کا فون آیا تھا۔ میں نے اسے بتایا تو وہ بھی ہنس رہا تھا۔ کہنے لگا وہ ڈرنے والی نہیں ہے آپ کو تنگ کر رہی ہو گی اس کے اندر درد کی لہر اٹھی تھی جس سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انہیں چھپانے کی خاطر اس نے پلکیں موند لیں۔ تب ہی عمیر نے کھانس کر غالباً اپنی آمد سے خبردار کیا تو اس نے اپنا چہرہ دوسری سمت موڑ لیا۔

"امی! یہ ان کی دوائیں ہیں' یہ دو ٹیبلٹ ابھی دینی

Scanned with CamScanner

ہیں لیکن اس سے پہلے انہیں کچھ کھلا دیں۔" عمیر نے اس کو ساری دوائیں دکھا کر دو ٹیبلٹ الگ سے تھما کر کہا تو امی اٹھتی ہوئی بولیں۔

"ہاں صبح سے ایسے ہی پڑی ہے۔ میں دودھ ڈبل روٹی لاتی ہوں۔"

"وہ۔" امی کے جاتے ہی عمیر اس سے کہنے لگا۔ "آپ اگر جاگ رہی ہیں تو پلیز میری بات سن لیں۔ دیکھیں، میں بہت شرمندہ ہوں۔ میرا یقین کریں جو کچھ ہوا۔ اس میں میرے ارادے کو قطعی دخل نہیں تھا۔ آپ بخدا آپ میرے لیے بہت محترم ہیں۔ میں نے ہمیشہ آپ کی عزت کی ہے اور کرتا رہوں گا۔ آپ پلیز مجھے معاف کر دیں یا جو چاہیں سزا دیں، میں ہر سزا کے لیے تیار ہوں۔"

"پہلے میں اپنی سزا تو تجویز کر لوں۔" اس کی آواز میں دکھ کے ساتھ آنسوؤں کی نمی شامل تھی۔

"نہیں، آپ کا کوئی قصور نہیں۔ میرے اندر کے حیوان نے آپ کو۔"

"تم چلے جاؤ یہاں سے، خدا کے لیے چلے جاؤ۔" وہ اچانک چیخ پڑی تو عمیر امی کے آنے کے خیال سے فوراً کمرے سے نکل گیا۔

پھر شام میں احسن کا دوبارہ فون آگیا، شاید اس لیے کہ صبح اس سے بات نہیں ہو سکی تھی اور گو کہ اس وقت بھی وہ بخار میں بے سدھ پڑی تھی لیکن ان کے فون کا سنتے ہی اٹھ کر بھاگی آئی اور جھپٹنے کے انداز میں امی سے ریسیور لے لیا۔

"احسن! آپ نے فون کیوں کیا؟ خود کیوں نہیں آئے۔ میں انتظار کر رہی ہوں، فوراً آجائیں اسی وقت، نہیں تو میں۔" وہ تیز سانسوں کے درمیان بے ربط بول رہی تھی۔

"رومیل! کیا ہوا ہے، تم ٹھیک تو ہو؟" ادھر سے انہوں نے تشویش سے پوچھا۔

"نہیں۔ آپ کو نہیں پتا۔ بس آپ آجائیں۔"

"اوکے اوکے۔ میں آرہا ہوں۔" وہ اسے تسلی دے کر بولے۔ "ذرا امی کو فون دو۔"

"وہ اپنے کمرے میں جا چکی ہیں۔ آپ کو ان سے جو بات کرنی ہے۔ یہاں آکر کریں۔" وہ مسلسل آنے پر زور دے رہی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ تم اپنا خیال رکھو، میں کچھ ضروری کام نمٹاتے ہی آجاؤں گا۔"

"آپ کو سارے ضروری کام چھوڑ کر آنا ہے۔" اس نے کہہ کر فون بند کر دیا اور گو کہ کوئی دھمکی نہیں دی تھی نہ کوئی قسم لیکن اس کے لہجے میں کوئی ایسی بات ضرور تھی جو احسن سارے ضروری کام چھوڑ کر اگلے روز پہلی فلائیٹ سے آن موجود ہوئے اور اسے امی کے کمرے میں لیٹے دیکھ کر تعجب سے بولے۔

"تم واقعی ڈر گئی تھیں۔ لیکن یہاں تو کوئی ایسی خوفناک چیز نہیں ہے۔"

"سوتے میں ڈر گئی تھی۔" اس کے خاموش رہنے پر امی نے کہا پھر پوچھنے لگیں۔ "تم ناشتا کرو گے۔؟"

"جی جو چیز موجود ہے، وہی دے دیں چائے کے ساتھ۔" انہوں نے بیٹھنے کے لیے کرسی بیڈ کے قریب کھینچی لیکن جیسے ہی امی کمرے سے نکل کر گئیں۔ وہ کرسی پیچھے دھکیل کر اس کے پاس بیٹھ گئے اور اس کے ستے ہوئے چہرے پر نظریں جمائی تھیں کہ وہ ان کا ہاتھ تھام کر رو پڑی۔

"احسن! میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ مجھے خود سے جدا نہیں کریں، میں مر جاؤں گی۔"

"ارے!" وہ کچھ حیران سے ہو گئے۔ "میں نے تمہیں زبردستی تو نہیں بھیجا تھا۔"

"بس آئندہ نہیں۔ میں آپ کے بغیر کبھی کہیں نہیں جاؤں گی، آپ وعدہ کریں مجھ سے۔ مجھے چھوڑیں گے نہیں۔" وہ بے سوچے سمجھے بول رہی تھی۔

"بے وقوف یہ خیال کیوں آیا تمہیں۔ ان چند دنوں کی دوری نے تمہیں بدحواس کر دیا ہے یا مجھ سے بدگمان۔"

"بدحواس۔" دروازے سے عمیر کی آواز آئی تھی۔ احسن اس کا ہاتھ دبا کر اٹھ کھڑے ہوئے تو وہ پیشانی گھٹنوں پر ٹکا کر اپنے آنسو صاف کرنے لگی۔

"تم بھاوج کو لے تو آئے لیکن ان کا خیال نہیں

Scanned with CamScanner

رکھا۔ "احسن' عمیر سے گلے ملنے کے بعد شکوہ کر رہے تھے۔

"یہ صرف آپ کو بلانے کا بہانا ہے بھائی! اور کچھ نہیں۔" عمیر کن انکھیوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "مجھ سے شرط لگائی تھی انہوں نے کہ ان کے بلانے پر آپ فوراً" چلے آئیں گے۔"

"واقعی۔" احسن کو یقین نہیں آیا۔

"پوچھ لیں ان سے لیکن پہلے ناشتا جایئے امی بلا رہی ہیں۔" عمیر نے بہت سنبھل کر اسے مزید سوال جواب سے بچالیا اور احسن کے جاتے ہی آواز دبا کر اس سے کہنے لگا۔

"یہ کیا حماقت کر رہی ہیں آپ' بند کریں رونا دھونا ورنہ آپ کے لیے بہت مشکل ہو گی اور خبردار اس معاملے میں کسی پر بھروسا کیا تو ساری زندگی سر پکڑ کر روئیں گی یہ میرا آپ کو مخلصانہ مشورہ ہے' آگے آپ کی مرضی۔ ویسے میرا نہیں خیال کہ آپ اتنی نادان ہو سکتی ہیں۔ اتنا تو جانتی ہوں گی کہ مرد ساری خطائیں معاف کر سکتا ہے ایک یہی نہیں۔ چھوڑیں بستر اور احسن بھائی کو یقین دلائیں کہ انہیں دیکھتے ہی آپ۔"

عمیر بات یہیں چھوڑ کر کمرے سے نکل گیا تو وہ کچھ دیر یونہی گم صم بیٹھی رہی اور پھر بستر چھوڑ کر سیدھی اپنے کمرے میں چلی آئی۔ اس وقت بھی اسے ہلکا نمپریچ تھا پھر بھی وہ وارڈ روب سے کپڑے نکال کر واش روم میں بند ہو گئی۔

"تمہیں بخار میں نہانے کی کیا ضرورت تھی۔" وہ جیسے ہی واش روم سے نکلی' احسن نے ٹوکا۔

"بخار نہیں تھا۔" وہ کہتی ہوئی ڈریسنگ ٹیبل پر جا بیٹھی اور کنگھا اٹھا کر بال سلجھانے لگی' تو قدرے توقف سے احسن اسے آئینے میں دیکھ کر بولے۔

"سنو! میں کل واپس چلا جاؤں گا۔"

"کیا مطلب ہے آپ کا' یعنی مجھے یہیں چھوڑ کر۔" وہ پوری ان کی طرف گھوم گئی۔

"تم کیا چاہتی ہو؟۔"

"میں آپ کے ساتھ جاؤں گی' کل جائیں یا' ابھی۔" وہ حتمی انداز میں کہہ کر پھر آئینے کی طرف گھوم گئی۔

"اچھی بات ہے' میں بھی یہی چاہتا ہوں اور اس وقت اگر تم بہتر محسوس کر رہی ہو تو چلو عائشہ کی طرف' اس کے بعد تمہاری امی کے گھر سے بھی ہو لیں گے۔"

انہوں نے کہا تو وہ فوراً" چلنے کو تیار ہو گئی۔ جیسے یہی چاہ رہی تھی کہ اس گھر سے نکل کر پھر کبھی پلٹ کر نہ دیکھے۔ اس کا دل ابھی تک سہما ہوا تھا' اور بہت کوشش سے بھی احسن کے سامنے وہ اپنے ہونٹوں پر ذرا سی مسکراہٹ نہیں لا سکی تھی' جسے ابھی تک تو احسن اس کی طبیعت کی خرابی پر ہی محمول کر رہے تھے۔

عائشہ کے گھر پہ بھی وہ چپ چپ سی تھی اور اس کے بعد امی کے گھر میں بھی اس کی خاموشی نہیں ٹوٹی حالانکہ دو روز پہلے وہ بہت چہکتی ہوئی آئی تھی' جب ہی امی اور بھابھی بار بار ٹوکتی رہیں کہ اسے اچانک کیا ہوا ہے' اس دن تو اچھی بھلی تھی۔

"احسن تو ٹھیک ہیں ناں تمہارے ساتھ۔" بھابھی نے آخر میں کچھ رازداری سے پوچھا۔ تو وہ الٹا ان سے پوچھنے لگی۔

"آپ کو کیا لگتا ہے؟۔"

"میں کچھ نہیں کہہ سکتی کیونکہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ کچھ اور ہوتا ہے اور دوسروں کے سامنے کچھ اور پوز کرتا ہے۔" بھابھی نے دامن نہیں بچایا بلکہ حقیقت بتائی۔

"کاش احسن بھی ایسے ہوتے پوز کرنے والے تو انہیں دھوکا دینا کتنا آسان ہوتا۔" اس نے دکھ سے سوچا پھر کہنے لگی۔

"احسن بہت اچھے ہیں بھابھی! میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔ اب دیکھیں۔ کل مجھے بخار ہوا آج یہ پہنچ گئے۔ امی پر خفا ہوئے اور عمیر پر بھی کہ مجھے لے کر آئے تھے تو میرا خیال کیوں نہیں رکھا۔ خیر چھوڑیں یہ بتائیں آپ کو بیٹا کب آ رہی ہیں؟۔" آخر میں اس نے موضوع بدل دیا۔

"ابھی تو منا چھوٹا ہے۔ جب چلنے والا ہو گا تب

Scanned with CamScanner

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آئیں گے۔ ویسے تم تو ابھی یہیں ہو ناں؟۔"

"نہیں۔ میں کل احسن کے ساتھ جا رہی ہوں۔" اس نے بتایا تو بھابھی واحد خاتون تھیں جنہوں نے کہا۔ "اچھا ہے، تمہیں اپنے شوہر کے ساتھ رہنا چاہیے۔" ورنہ ان سے پہلے سب نے ٹوکا تھا کہ اتنی جلدی کیوں جا رہی ہو اور بھابھی کی بات پر وہ کتنی دیر تک انہیں دیکھتی رہی تھی۔

پھر دوپہر کے کھانے تک امی نے زبردستی انہیں روکا اور اچھا خاصا اہتمام بھی کر ڈالا۔ چھٹی کا دن تھا۔ بھائی جان اور چھوٹے بھائی بھی گھر پر تھے اس لیے احسن بور نہیں ہوئے۔ ورنہ صرف خواتین میں وہ کھانے تک رک ہی نہیں سکتے تھے۔ اور کھانے کے بعد بھی وہ بھائی جان کے ساتھ بڑے اطمینان سے بیٹھے تھے۔ جانے کس موضوع پر بات ہو رہی تھی۔ وہ سن رہی ہوتی تب تو پتا چلتا۔ اس کا دھیان کہیں اور تھا۔ پھر کچھ اکتا کر برآمدے میں نکل آئی۔ امی وہیں نماز کے لیے کھڑی ہو رہی تھیں، اسے دیکھ کر کہنے لگیں۔

"کھانے میں دیر ہو گئی۔ ادھر نماز کا وقت نکلا جا رہا ہے۔ تم بیٹھو میں بس ابھی فارغ ہو جاتی ہوں۔" اس نے بس سر ہلانے پر اکتفا کیا پھر بھابھی کو دیکھنے لگی جو وضو کے بعد آستین نیچے کرتی اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھیں۔ وہ بہت تھکے تھکے انداز میں وہیں بیٹھ گئی۔

"رومیلہ!" چھوٹے بھائی کے پکارنے پر اس نے چونک کر دیکھا تو وہ اس کے قریب کرسی کھینچتے ہوئے بولے۔ "ذرا منے کو اٹھا لاؤ۔"

آپ خود لے آئیں۔" وہ اٹھنا نہیں چاہ رہی تھی۔

"میں بھابھی کے کمرے میں نہیں جا سکتا۔ تمہیں پتا تو ہے۔ وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہیں۔ اول درجے کی دوغلی خاتون ہیں۔" چھوٹے بھائی تنفر سے کہہ رہے تھے اور اسے اچانک جانے کیا ہوا۔ ان کے پاس سے اٹھ کر بھاگتی ہوئی بھابھی کے کمرے میں آئی اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر کے ہانپنے لگی تھی۔

"کتابیں اچھا برا کچھ نہیں سکھاتیں۔ انسان اپنے تجربات سے سیکھتا ہے۔" اسے اپنا تنفر یاد آیا اور جواب میں بھابھی کا دھیما انداز۔

"تب وقت گزر چکا ہوتا ہے۔ اس لیے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم دوسروں کے تجربات سے سیکھ لیں۔ اور مجھے یہ بات اپنی زندگی کے کسی تجربے نے نہیں سمجھائی بلکہ دنیا کی سب سے اچھی کتاب نے سکھائی ہے کہ دیور نامحرم ہوتا ہے اس سے دور ہی رہنا چاہیے۔"

"رومیلہ!" بھابھی نے نماز میں سلام پھیرا تو نظر اس پر پڑی، وہ دروازے کے ساتھ لگی بری طرح ہانپ رہی تھی۔ چہرہ زرد ہو رہا تھا۔ وہ جاء نماز لپیٹ کر اس کے قریب چلی آئیں اور آہستہ سے اس کا کندھا ہلا کر پوچھا۔

"رومیلہ! کیا ہوا ہے تمہیں؟۔"

"وقت گزر چکا ہے۔ میں لٹ گئی اس لیے کہ۔۔۔" وہ اچانک حواسوں میں آ کر وحشت بھری نظروں سے بھابھی کو دیکھنے لگی کہ کہیں اس کے سامنے وہ کچھ اگل تو نہیں گئی۔

"کیا کہہ رہی ہو تم۔ آؤ یہاں آ کر بیٹھو۔" بھابھی اسے تھام کر بیڈ تک لے آئیں۔ اور اپنے ساتھ بٹھا کر سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگیں تو وہ دونوں ہاتھوں میں سر تھام کر بولی۔

"پتا نہیں بھابھی۔ پرسوں رات میں خواب میں ڈر گئی تھی، اس کے بعد عجیب سی کیفیت ہے۔ بہت خوفزدہ ہوں۔ ایسا لگتا ہے جیسے بہت سارے لوگ ہاتھوں میں پتھر اٹھائے مجھے مارنے آ رہے ہوں۔ کیا پتا سچ مچ مجھے سنگسار کر دیں گے۔"

"بہشت پگلی، جانتی ہو سنگسار کے کیا جاتا ہے؟۔" بھابھی نے ہمیشہ کی طرح پیار سے اس کا گال تھپک کر ٹوکا پھر اسے دونوں بازوؤں کے حلقے میں لے کر بولیں۔

"تم تو میری اتنی اچھی اتنی پیاری بہن ہو۔ اللہ نہ کرے، جو تم سے کوئی ایسا گناہ سرزد ہو۔ اللہ تمہیں ہر برائی سے محفوظ رکھے۔"

اس کا وجود برف ہو رہا تھا۔

"لگتا ہے۔ تم نے کوئی بہت ہی بھیانک خواب دیکھ

Scanned with CamScanner

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لیا ہے۔ شکر کرو خواب تھا۔ اور اسے اس طرح خود پر طاری کرنے کے بجائے اپنے لیے کوئی اشارہ سمجھو۔ کبھی کبھی خواب راہنمائی کرتے ہیں۔"

"ہاں!" اس نے دھیرے سے اپنا سر بھابھی کے کندھے پر ٹکا دیا۔ اس وقت وہ پناہوں کی تلاش میں سہمی ہوئی بچی لگ رہی تھی۔ اور بھابھی کی آغوش میں بڑی شانتی تھی۔ اس کا دل چاہا گہری نیند سو جائے لیکن اسی وقت امی نے پکار لیا۔ وہ بھابھی کے ساتھ کمرے سے نکل کر آئی تو احسن جانے کے لیے تیار کھڑے تھے۔

"چلنا نہیں ہے۔" انہوں نے کہا تو اس نے ذرا سا سر ہلایا پھر باری باری سب سے مل کر ان کے ساتھ چل پڑی۔

گھر آتے ہی اس نے اپنی تیاری شروع کر دی۔ حالانکہ امی احسن کے ساتھ الجھ رہی تھیں کہ وہ اسے کیوں ساتھ لے جا رہے ہیں۔ اس کے باوجود وہ پیکنگ میں لگی رہی کیونکہ اسے ہر حال میں جانا تھا اور وہ بہت سوچ سوچ کر اپنی چیزیں سوٹ کیس میں رکھ رہی تھی۔ جیسے دوبارہ یہاں کبھی نہیں آئے گی۔

"جانے کی تیاری ہو رہی ہے۔" عمیر نے اچانک کمرے میں آ کر کہا تو وہ جو اپنے دھیان میں تھی اچھل پڑی۔ پھر فوراً" پیشانی پر بے شمار شکنیں ڈال کر ناگواری سے بولی۔

"تم اس طرح منہ اٹھائے کیوں چلے آتے ہو۔ تمہیں اتنی تمیز نہیں ہے کہ کسی کے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے دستک دے لیا کرو۔"

"ارے۔ آپ تو ناراض ہونے لگیں۔ شاید میں نے آپ کو ڈرا دیا۔" وہ یہی سمجھا کہ اس کے اچانک آنے پر وہ خفا ہو رہی ہے۔ جب ہی نادم ہوئے بغیر کہنے لگا "خیر میں یہ کہنے آیا تھا کہ میرا کام کیے بغیر آپ کیسے جا رہی ہیں۔ کیا آپ کو اپنا وعدہ یاد نہیں۔"

"نہیں۔" وہ اسی ناگواری سے کہہ کر اپنے سوٹ کیس پر جھک گئی۔

"دیکھیں۔ آپ فاؤل کھیل رہی ہیں۔ آپ کو میرا کام کرنا پڑے گا ورنہ۔" عمیر نے فوراً" اپنے ہونٹ بھینچ لیے جیسے انجانے میں اس کے منہ سے ورنہ نکل گیا ہو یا روانی میں' عام حالات میں یہ دھمکی آمیز لفظ کوئی معنی نہیں رکھتا لیکن اس وقت وہ اپنی جگہ سن ہو گئی تھی۔

"سوری۔ آپ کچھ غلط نہیں سمجھئے گا لیکن پلیز میرا کام۔ میں فضہ کے بغیر نہیں رہ سکتا۔" وہ اپنی بات کہہ کر کمرے سے نکل گیا۔ اس کے بعد بھی کتنی دیر وہ بے حس و حرکت کھڑی رہ گئی تھی۔

✈ ✈ ✈ ✈

کوئٹہ آ کر وہی روز و شب شروع ہو گئے تھے۔ لیکن اس کی زندگی میں شاید خوشی' سکون' طمانیت سب وہیں تک تھا۔ جب وہ یہاں سے نہیں گئی تھی۔ اب تو سب ختم ہو گیا تھا۔ اس گھر میں پہلے بھی وہ سارا دن اکیلی ہوتی تھی۔ بڑے شوق سے گھر کے کام کاج نمٹاتی' میوزک سنتی' ٹی وی دیکھتی اور شام اترنے سے پہلے گو کہ سولہ سنگھار نہیں کرتی تھی پر بھی خود کو یوں سنوارتی کہ احسن دیکھتے ہی خوش ہو جائیں۔ اور وہ واقعی خوش ہو جاتے تھے پھر وہ سارا دن کا کوٹہ پورا کرتی یعنی بے شمار باتیں۔ اور اب تو اسے ایک چپ سی لگ گئی تھی۔ سارا دن تنہا ہوتی تو جانے کیا کیا سوچتی رہتی۔ کوئی اچھی خوشگوار سوچ نہیں تھی۔ اس کے برعکس خوفزدہ کر دینے والی سوچیں تھیں جو اسے ذہنی طور پر مفلوج کر رہی تھیں۔ اور اس کی ظاہری صحت بھی متاثر ہو رہی تھی۔ جس کی خود اسے بالکل پروا نہیں تھی۔ کیونکہ اندر احساس گناہ بہت شدید تھا۔ بہت کوشش کے باوجود بھی وہ خود کو کمزور' مظلوم' بے بس عورت کہہ کر اس احساس سے چھٹکارا حاصل نہیں کر پا رہی تھی۔ پھر اسے لگتا جیسے احسن کی امانت میں خیانت کے بعد ان سے چھپا کر وہ ایک اور گناہ کر رہی ہے اور اس سے چھٹکارے کی ایک ہی صورت نظر آتی تھی کہ وہ احسن کو سب کچھ بتا کر ان سے رحم کی اپیل کرے لیکن یہاں عمیر کی بات یاد آتی۔

"مرد ساری خطائیں معاف کر سکتا ہے' ایک یہی نہیں۔"

"کیا کروں؟" اس وقت ان اذیت ناک سوچوں

Scanned with CamScanner

نے اسے نڈھال کر دیا تھا۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بالوں میں پھنسا کر وہ اپنے سر کو زور زور سے جھٹکے دینے لگی۔ یہ بھی خیال نہیں رہا کہ احسن بھی وہیں موجود ہیں۔ انہوں نے پہلے چونک کر اسے دیکھا پھر اٹھ کر اس کے قریب چلے آئے اور آہستہ سے اس کی کلائیاں تھام کر پوچھنے لگے۔

"سر میں درد ہے کیا؟" اس نے بیک وقت نفی اور اثبات میں سر ہلایا تو انہوں نے پھر پوچھا۔

"ٹیبلٹ لو گی یا ڈاکٹر کے پاس چلیں؟۔ میرا خیال ہے ڈاکٹر کے پاس ہی چلتے ہیں تم بہت ویک ہو رہی ہو' چلو اٹھو۔ ہری اپ۔" انہوں نے زبردستی اسے اٹھایا تھا۔

"مجھے احساس ہے رومیلہ! میں تمہیں وقت نہیں دے پا رہا۔ راستے میں وہ اس سے کہنے لگے' "سارا وقت تمہیں اکیلے رہنا پڑتا ہے۔ بہت پریشان ہو گئی ہو تم۔ اور مجھے بھی اب احساس ہو رہا ہے کہ امی ٹھیک کہہ رہی تھیں۔ تم ان ہی کے پاس رہتیں۔ تو میں ہر ویک اینڈ پر وہاں جا سکتا تھا۔ میرا خیال ہے۔ ہمیں ایسی ہی سیٹنگ کر لینی چاہیے۔ تم بھی خوش رہو گی۔"

"نہیں۔ میں کہیں نہیں جاؤں گی۔" وہ وہاں جانے کے خیال سے ہی پریشان ہو گئی۔

"ارے۔ تم تو یوں پریشان ہو گئیں جیسے میں پتا نہیں تمہیں کہاں بھیج رہا ہوں۔ میں کراچی کی بات کر رہا ہوں۔ اپنے گھر کی۔ پھر وہاں تمہارے گھر والے بھی ہیں۔"

"پھر بھی نہیں۔ مجھے بس آپ کے ساتھ رہنا ہے' مجھے خود سے الگ کرنے کی بات نہیں کریں۔ میرا دم گھٹنے لگتا ہے۔" اس نے کہا تو احسن نے کچھ حیران ہو کر اسے دیکھا پھر زیر لب مسکرا کر بولے۔

"میرا خیال تھا۔ صرف میں تم سے محبت کرتا ہوں۔"

پھر ڈاکٹر کے پاس سے آ کر وہ بہت خوش تھے۔ کیونکہ اس نے نئے مہمان کی آمد کی نوید دی تھی۔ اور وہ بھی کسی حد تک بہل گئی تھی۔ اس رات دیر تک احسن کے ساتھ باتیں کرتی رہی۔ بچے کی اس کے مستقبل کی اور اس کے کتنے نام تجویز کر لیے۔

"تم یونہی بولتی رہا کرو' اچھی لگتی ہو۔" انہوں نے اس کی گزشتہ دنوں کی خاموشی کو اس انداز سے جتایا تھا۔ جس پر وہ سوچ کر کہنے لگی۔

"میرا خیال تھا آپ کو میرا بولنا اچھا نہیں لگتا جب ہی میں خاموش رہنے لگی تھی۔ اور اس کے لیے مجھے خود پر بہت جبر کرنا پڑا۔"

"بے وقوف۔ اگر ایسی بات ہوتی تو میں پہلے ہی تمہیں ٹوک دیتا۔ آئندہ کبھی کسی معاملے میں خود پر جبر نہیں کرنا۔" انہوں نے بہت محبت سے تنبیہہ کی تھی۔

پھر ان ہی دنوں گھر میں فون لگ گیا تو وہ دن میں بھی احسن سے بات کرنے لگی تھی۔ خصوصاً" اس وقت جب اس تاریک رات کے خیال سے خوفزدہ ہوتی تو احسن کی محبت بھری باتوں میں پناہیں ڈھونڈتی۔ اور اس کا دھیان تو کسی حد تک بٹ جاتا تھا۔ لیکن ادھر احسن پریشان ہو جاتے تھے کہ آخر وہ کن خدشات میں گھر گئی ہے جو بار بار پوچھتی ہے۔ آپ مجھے چھوڑ تو نہیں دیں گے یا اپنے آپ کہنے لگتی ہے۔ اب میں کہیں نہیں جاؤں گی' ہمیشہ آپ کے پاس رہوں گی' وغیرہ وغیرہ۔

"تمہیں یہ خدشہ کیوں ہے کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا؟۔" اس رات اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسا کر انہوں نے دھیرج سے پوچھا تو پہلی بار اسے احساس ہوا کہ انجانے میں وہ مزید حماقتیں کر رہی ہے۔ تب بہت سنبھل کر بولی تھی۔

"کیا کروں۔ اکیلی ہوتی ہوں تو عجیب عجیب وہم آتے ہیں۔ میں پریشان ہو جاتی ہوں اور شاید آپ کو بھی پریشان کرنے لگی ہوں۔ سوری آئندہ آپ کو آفس میں ڈسٹرب نہیں کروں گی۔"

"سوال میرے ڈسٹرب ہونے کا نہیں ہے۔ تمہارے واہموں کا ہے آخر ان کا کچھ علاج تو ہونا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں ان دنوں تمہیں ریلیکس رہنے کی ضرورت ہے۔" وہ ایک دم سنجیدہ ہو کر جیسے

Scanned with CamScanner

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس مسئلے کا حل سوچنے لگے۔ تو وہ اندر ہی اندر خائف ہو کر بولی۔

"یہ کوئی ایسا مسئلہ تو نہیں ہے جسے آپ باقاعدہ سوچنے بیٹھ گئے۔ پھر سارا دن تو میں ٹھیک ہی رہتی ہوں بس کسی وقت کوئی خیال پریشان کرتا ہے تب میں آپ کو فون کر لیتی ہوں۔ اور آپ سے بات کر کے فوراً" اطمینان سے ہو جاتی ہوں۔"

"کوئی اور پرابلم تو نہیں ہے ناں؟۔" ان کا انداز ایسا تھا۔ "جیسے تم کچھ چھپا تو نہیں رہیں۔"

"نہیں۔" وہ ان کے انداز سے نظریں چرا گئی تھی۔

اس کے بعد اسے بہت محتاط ہونا پڑا۔ خصوصاً" اس وقت جب خوفزدہ اور پریشان ہوتی تو فون کے قریب بھی نہیں پھٹکتی تھی۔ اپنے آپ ادھر سے ادھر چکراتی رہتی اور اسے لگتا اس کے پیروں تلے انگارے دہک رہے ہوں اور ساری زندگی ان ہی انگاروں پر چلنا ہے۔

"میں نے تو ابھی اپنے راستوں کے پھول بھی نہیں چنے تھے پھر یہ انگارے۔" اس وقت وہ بہت دل گرفتہ سی سوچ رہی تھی کہ معاً" ڈور بیل نے اس کی توجہ کھینچ لی۔ یہ احسن کے آنے کا وقت نہیں تھا اس لیے دروازہ کھولنے سے پہلے اس نے حسب عادت پوچھا۔

"کون؟۔"

"میں ہوں عمیر۔" عمیر کی آواز سنتے ہی اس کی پیشانی پر بے شمار شکنیں پڑ گئیں۔ تیکھے لہجے میں پوچھنے لگی۔

"کیوں آئے ہو؟۔"

"پہلے دروازہ تو کھولیں پھر اپنی آمد کا مقصد بھی بتاؤں گا۔" عمیر نے سیدھے سادے انداز میں کہا۔

"دروازہ نہیں کھلے گا۔" اس نے صاف منع کر دیا۔

"کیوں۔ کیا احسن بھائی آپ کو لاک کر کے گئے ہیں؟۔"

"احسن ایک گھنٹے بعد آئیں گے۔ تمہیں اگر ان سے ملنا ہے تو اسی وقت آنا۔" وہ اس کی بات نظر انداز کر گئی۔

"کیا مطلب ہے آپ کا یعنی ایک گھنٹہ میں یہاں دروازے پر کھڑا رہوں۔" ادھر سے وہ جھنجلا کر بولا۔

"تمہاری مرضی یہیں کھڑے رہو یا کہیں جا کر بیٹھ جاؤ۔"

وہ انتہائی روٹھے پن سے کہہ کر دروازے کے پاس سے ہٹ گئی اور اس کے بعد یہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کی کہ آیا وہ دروازے پر کھڑا ہے یا کہیں چلا گیا ہے۔ نہ اسے یہ خیال آیا کہ اگر اس نے احسن سے کہہ دیا تو ان کی بازپرس پر وہ کیا جواب دے گی۔ اسے بس یہ فکر تھی کہ وہ کیوں آیا ہے۔ اور اپنے آپ جانے کیا کچھ سوچ کر وہ اتنی پریشان ہو گئی تھی کہ جب احسن آئے اس وقت اس میں دروازہ کھولنے کی ہمت نہیں تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے گھر میں داخل ہوتے ہی احسن اسے نکال باہر کریں گے اور پھر یہ دروازہ اس پر ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے گا۔ تقریباً" دس منٹ بعد اس نے جا کر دروازے کا لاک کھولا اور احسن کے اندر آنے سے پہلے ہی بھاگ کر کمرے میں بند ہو گئی۔ وہ بے حد خوفزدہ تھی۔ اور خود کو نارمل کرنے کی ہر کوشش میں ناکام ہو رہی تھی۔

"رومیلہ! رومیل!" احسن پکار رہے تھے۔ وہی ہمیشہ والا انداز تھا تب اسے لگا جیسے وہ ایکدم سے ان کی پناہوں میں آ گئی ہو۔ بہت احتیاط سے دروازہ کھول کر کسی معمول کی طرح چلتی ہوئی لاؤنج میں آئی تو احسن اسے دیکھتے ہی بولے۔

"دیکھو عمیر آیا ہے۔"

"السلام علیکم!" عمیر نے فوراً" سلام کیا۔ تو وہ ذرا سا سر ہلا کر رہ گئی۔

"کوئی چائے وغیرہ ملے گی؟۔" اس کے بیٹھنے سے پہلے احسن نے چائے کا کہہ دیا تو وہ وہیں سے پلٹ کر کچن میں آ گئی۔ چولہے پر چائے کا پانی رکھا پھر اسٹول پر بیٹھ کر خود کو سرزنش کرنے لگی کہ وہ کیوں اس طرح کے مظاہرے کر کے احسن کو شبہ کرنے کے مواقع فراہم کر رہی ہے۔ اور اسے عمیر سے بھی خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ کبھی احسن کے سامنے کچھ کہنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ اور یونہی

Scanned with CamScanner

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

خود کو سمجھاتی وہ چائے لے کر لاؤنج میں آئی تو احسن، عمیر سے کہہ رہے تھے۔

"تمہاری بھابھی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ ان کے پاس کسی عورت کا ہونا بہت ضروری ہے۔ امی یہاں آ نہیں سکتیں۔ ایسا کرو تم انہیں اپنے ساتھ لے جاؤ۔"

وہ جو ابھی خود کو سمجھا کر کچھ نارمل ہوئی تھی احسن کی آخری بات پر ہذیانی کیفیت میں مبتلا ہو کر چائے کی ٹرے پھینک کر چیخنے لگی۔

"نہیں۔ میں نہیں جاؤں گی۔ کہیں نہیں جاؤں گی۔"

"رومیلہ! رومیلہ!" احسن نے بھاگ کر اسے تھام لیا۔ "یہ کیا پاگل پن ہے۔ ہوش کرو۔"

"نہیں میں نہیں جاؤں گی۔" وہ ان کے بازوؤں میں مچل رہی تھی۔ چیخ رہی تھی۔ اور احسن اسے سنبھالنے کی کوشش میں ناکام ہوئے جا رہے تھے۔

"چلانا بند کرو رومیل! میں تمہیں کہیں نہیں بھیج رہا۔" وہ اسے جھنجوڑنے لگے پھر بہت مجبور ہو کر زور دار تھپڑ اس کے منہ پر مار کر خاموش کرایا اور وہ یوں خاموش ہوئی کہ ان کے بازوؤں میں جھول گئی تھی۔

"مائی گاڈ!" اسے وہیں صوفے پر لٹا کر انہوں نے دونوں ہاتھوں میں سر تھام لیا۔ تو وہ جو مجرمانہ احساس سے دوچار ہو کر خود کو ملامت کر رہا تھا بس اتنا کر سکا کہ انہیں کندھوں سے تھام کر صوفے پر بٹھا دیا اور خود یوں سر جھکا کر بیٹھ گیا جیسے اپنے لیے سزا سننے کا منتظر ہو۔

"پتا نہیں کیا ہو گیا ہے اس لڑکی کو۔" کتنی دیر بعد احسن اسے مخاطب کیے بغیر بتانے لگے۔ "جب سے یہ تم لوگوں کے ساتھ کراچی گئی ہے اس کی یہی کیفیت ہے۔ امی نے بتایا تھا یہ وہاں ڈر گئی تھی۔ تمہیں پتا ہے کس چیز سے ڈری تھی؟"

عمیر نے گم صم انداز میں نفی میں سر ہلایا تھا۔

"بس یہی خوف ہے اسے کہ کہیں میں اسے چھوڑ نہ دوں۔ میری یقین دہانیوں کے باوجود پریشان رہتی ہے۔ کیا خیال ہے کسی نفسیاتی ڈاکٹر کے پاس لے چلیں۔" انہوں نے پوچھا تو عمیر اپنی جگہ پہلو بدل کر بولا۔

"نہیں بھائی! ایسی حالت میں انہیں سائیکلوجسٹ کے پاس لے جانا ٹھیک نہیں ہے۔" عمیر کا اشارہ اس کی پریگننسی کی طرف تھا انہوں نے سمجھ کر پرسوچ انداز میں سر ہلایا پھر کہنے لگے۔

"ایسا کرو۔ تم امی کو یہاں لے آؤ۔ یہ اکیلی ہونے کی وجہ سے بھی زیادہ گھبراتی ہے۔"

"امی فورا" تو نہیں آ سکتیں کیونکہ ادھر عائشہ آئی ہوئی ہے۔ اور ڈلیوری تک امی اس کے پاس رہے گی۔ آپ ان کی والدہ کو کیوں نہیں بلا لیتے۔"

عمیر نے امی کی مجبوری بتا کر کہا۔ تو انہوں نے کچھ بے دھیانی میں سر ہلایا کیونکہ اسے دیکھنے لگے تھے جو غالبا" ہوش میں آ رہی تھی پھر اٹھ کر اس کے قریب چلے آئے اور آہستہ آہستہ اس کا گال تھپک کر پکارنے لگے۔

"رومیل! رومیل! میری طرف دیکھو۔ میں تمہیں کہیں نہیں بھیج رہا۔ تم یہیں رہو گی میرے پاس۔"

"وہ اتنے سارے لوگ میری طرف آ رہے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں پتھر ہیں مار ڈالیں گے مجھے۔" اس کے ہونٹوں سے الفاظ ٹوٹ رہے تھے۔ انہوں نے کچھ پریشان ہو کر عمیر کو دیکھا تو وہ فورا" اٹھ کر باہر نکل گیا۔

"رومیل! ہوش میں آؤ۔ کوئی نہیں مار سکتا تمہیں۔" وہ پھر اس پر جھک گئے۔

"ہوں۔" اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔

"وہ شیطان چلا گیا؟"

"کون عمیر؟" احسن بے ساختہ مسکرائے۔

"تم عمیر کو شیطان کہہ رہی ہو۔ وہ اگر سن لیتا تو بہت برا مانتا، چلو اٹھو اپنے کمرے میں چل کر لیٹو۔"

"نہیں میں کہیں نہیں جا رہی۔"

"کم آن یار! میں تمہیں کہیں جانے دوں گا بھلا، اپنے کمرے میں چلنے کی بات کر رہا ہوں۔ خیر اب وہ بھی نہیں کروں گا۔" اس کے ساتھ ہی وہ اسے بازوؤں پر اٹھا کر کمرے میں لے گئے تھے۔

Scanned with CamScanner

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

* * * *

احسن اس کی امی کو بلانا چاہتے تھے لیکن اتفاق سے ان ہی دنوں چھوٹے بھائی کی شادی طے ہو گئی تو وہ خود اسے لینے آ گئے اور ان کے ساتھ جانے پر اس نے کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ خوشی سے تیار ہو گئی جس پر احسن کو تعجب ضرور ہوا لیکن ٹوکا نہیں کیونکہ وہ اسے کسی بھی طرح خوش دیکھنا چاہتے تھے۔ چھوٹے بھائی کی شادی میں ابھی پندرہ دن تھے اور انہوں نے اس پر بھی اعتراض نہیں کیا کہ وہ اتنے دنوں کے لیے کیوں جا رہی ہے' بلکہ اس کی خوشی دیکھتے ہوئے شادی کے لیے اچھی خاصی شاپنگ کرائی اور مزید اخراجات کے لیے رقم دے کر بھیجا تھا۔

گھر آ کر وہ امی' بھابھی اور خصوصاً" منے کے ساتھ اور بھی بہل گئی تھی۔ سارا وقت اس کے ساتھ لگی رہتی کیونکہ اور کوئی کام امی اسے کرنے نہیں دیتیں تھیں۔ چار پانچ دن اسی طرح گزر گئے۔ یہیں اس کا سسرال تھا ایک دو بار امی نے کہا بھی کہ وہ اپنی ساس سے مل آئے لیکن اس نے صاف کہہ دیا کہ جب احسن آئیں گے تب جائے گی اس کی یہ بات امی کی سمجھ میں نہیں آئی' اور اس نے سمجھانے کی کوشش بھی نہیں کی۔ اپنے تئیں وہ بالکل ٹھیک کر رہی تھی لیکن اس روز صبح ہی صبح احسن کا فون آ گیا اور اس تمام عرصے میں پہلی بار وہ اس پر خفا ہوئے۔

"کیا تمہیں خاص طور سے یہ سمجھانے کی ضرورت تھی کہ تم امی کے پاس بھی ضرور چلی جانا۔ انہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ ان کی بہو وہاں ہے۔"

"آپ کو پتا ہے میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے' پھر کس کے ساتھ جاؤں یہاں سب مصروف ہیں۔" وہ ان کی خفگی سے خائف ہو کر بولی۔

"تم فون کر دیتیں۔ عمیر تمہیں لے جاتا۔" ان کے لیے اس کا عذر قابل قبول نہیں تھا۔

"عمیر اسی کام کے لیے رہ گیا ہے کیا؟۔" وہ چڑ گئی۔ "مجھے نہیں اچھا لگتا' کل کو اس کی بیوی آ جائے گی تو وہ بھی اعتراض کرے گی کہ وہ کس حساب سے میری نوکری کر رہا ہے۔"

"اس میں نوکری کی کیا بات ہے؟۔"

"بالکل ہے۔ مجھے میکے یا کہیں بھی لانے لے جانے کی ذمہ داری اس کی نہیں ہے' بہرحال میں آج کل میں امی یا اگر چھوٹے بھائی فارغ ہوئے تو ان کے ساتھ چلی جاؤں گی۔" اس کے روٹھنے پر احسن نے نہ صرف اپنا لہجہ بلکہ موضوع ہی بدل دیا۔

"تمہاری طبیعت کیسی ہے؟۔"

"ٹھیک ہے۔" وہ ہنوز منہ پھلا کر بولی۔

"اور مزاج؟۔" وہ ان کی مسکراہٹ محسوس کر کے بولی۔

"بہت خراب۔"

"او کے' جب مزاج ٹھیک ہو گا۔ تب بات کروں گا۔ خدا حافظ۔" انہوں نے فون بند کر دیا تو کچھ دیر ان کی گمبھیرتا میں کھوئے رہنے کے بعد جب اسے سسرال جانے کا خیال آیا تو اس کی وہی کیفیت ہو گئی' پریشان سہمی ہوئی سی کبھی ادھر جاتی کبھی ادھر' غالباً" اس کے لاشعور میں ایک خوف جڑ پکڑ گیا تھا" اور جہاں اس گھر میں عمیر کا نام آتا وہ اسے پوری طرح اپنی گرفت میں لے لیتا' دوپہر میں اپنا دھیان بٹانے کے لیے وہ منے کو لیے بھابھی کے کمرے میں آئی تو اسے سوتے دیکھ کر مایوسی سے واپس پلٹنے لگی تھی کہ بھابھی نے پکار لیا' وہ جاء نماز پر بیٹھی تھیں۔ اسے رکنے کا اشارا کر کے بقیہ نماز میں مصروف ہو گئیں تو وہ بہت سست روی سے بیڈ کے قریب جا کھڑی ہوئی اور سوئے ہوئے منے کو دیکھنے لگی پھر کچھ اکتا کر وہاں سے ہٹی اور بھابھی کے قریب گھٹنے ٹیک کر بیٹھی اور کبھی ان کے دعا کے لیے اٹھے ہوئے ہاتھوں کو دیکھتی کبھی ان کے ہونٹوں کو پھر ایکدم کلائیاں تھام کر عاجزی سے بولی۔

"بھابھی! میرے لیے دعا کریں۔" بھابھی نے بس ایک نظر اسے دیکھا پھر جب نماز سے فارغ ہو گئیں تب کہنے لگیں۔

"تم نماز پڑھا کرو' اللہ نے تمہیں کسی چیز کی کمی نہیں دی پھر بھی تم مضطرب پھرتی ہو تو اس لیے کہ تم اس دینے والے کا شکر ادا نہیں کرتیں۔"

Scanned with CamScanner

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آ۔۔۔ آپ کو کیسے پتا کہ میں مضطرب رہتی ہوں؟۔" یہ سچ مچ پریشان ہو گئی۔

"تمہارا ہر انداز ظاہر کرتا ہے' آج صبح جب سے احسن کا فون آیا ہے تم پریشان پھر رہی ہو' انہوں نے کچھ کہا ہے؟۔" بھابھی نے ہمیشہ کی طرح اس کا ہاتھ تھام کر نرمی سے پوچھا تو اس نے آہستہ سے نفی میں سر ہلا دیا۔

"پھر کیا بات ہے؟۔"

"کوئی بات نہیں بھابی! بس یونہی اپنے آپ دل گھبرانے لگتا ہے' پھر عجیب عجیب سے خیال آتے ہیں' کبھی اپنے آپ سے نفرت محسوس ہوتی ہے کبھی ساری دنیا سے۔" وہ کھوئے کھوئے انداز میں بولنے لگی تھی۔ "کبھی خود کو پاتال میں اترا دیکھتی ہوں کبھی آگ میں' حالانکہ میرے دل میں گناہ کا خیال تک نہیں تھا پھر یہ اذیت میرے حصے میں کیوں آئی۔ شاید اس لیے کہ میں نے آپ کو جھٹلایا تھا ہیں ناں۔"

"مجھے۔۔۔ مجھے کب جھٹلایا تھا تم نے اور یہ تم کس گناہ کی بات کر رہی ہو؟" بھابھی نے اس کا ہاتھ ہلا کر پوچھا تو وہ ایکدم ہوش میں آ کر مزید پریشان ہو گئی کہ پتا نہیں انجانے میں کیا کہہ گئی ہے۔

"بتاؤ ناں۔" بھابھی کے اصرار میں کوئی شک شبہ نہیں تھا جس سے وہ قدرے مطمئن ہو کر بولی۔

"یہ آپ کی بڑائی ہے بھابھی! کہ آپ نے یاد نہیں رکھا ورنہ میں نے آپ کے ساتھ خاصی بدتمیزی کی تھی جس سے یقیناً" آپ کی دل آزاری ہوئی ہوگی' اور کسی کی دل آزاری کرنا بڑا گناہ ہے ناں۔"

"تم بہت سادہ اور بہت حساس ہو رومیلہ اور یہ اچھی بات ہے کہ تمہیں اپنی غلطی کا نہ صرف احساس ہوا بلکہ تم اس پر شرمندہ بھی ہو' اور جس گناہ پر انسان شرمندہ ہو کر معافی مانگے تو پھر وہ گناہ نہیں رہتا۔"

بھابھی ہلکے پھلکے انداز میں اسے سمجھاتے ہوئے کہنے لگیں "گو کہ میں نے تمہاری کسی بات کا برا نہیں مانا تھا پھر بھی اگر تمہیں اپنے اضطراب اور بے سکونی کا یہی سبب نظر آتا ہے تو اول تو میرے سامنے ندامت کا اظہار کرنے سے ہی تمہارا وہ گناہ دھل گیا اور اگر تم اس پر بھی مطمئن نہیں تو معافی مانگ لو۔"

"تو۔۔۔ آپ معاف کر دیں گی؟۔" اس نے بہت سادگی سے پوچھا تھا۔

"اللہ معاف کر دیتا ہے' بڑے سے بڑا گناہ' میں کیا چیز ہوں۔ اب پلیز تم مجھ سے معافی مانگنے نہ بیٹھ جانا کیونکہ میں خود بڑی گناہ گار ہوں' اور بہت توبہ کرتی ہوں اللہ سے' بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان ہے۔" بھابی کی انتہائی عاجزی نے اسے بھی راستہ دکھا دیا تھا۔

* * * *

اس مختصر سے عرصے میں احسن اس میں یہ دوسرا انقلاب دیکھ رہے تھے پچھلی بار جب وہ کراچی سے آئی تھی تو بے حد خوفزدہ' مضطرب اور کسی حد تک نفسیاتی مریض لگنے لگی تھی۔ اور اس بار کسی پرسکون ندی کی مانند اس کے ہر انداز میں دھیما پن اور محسوس کی جانے والی نرمی سمٹ آئی تھی۔ بولنے میں' ہنسنے میں اور چلنے میں تو لگتا تھا جیسے وہ ہر قدم سوچ کر اٹھا رہی ہو پھر بھی سبک روی میں فرق نہیں آیا تھا' اور جب نماز کے بعد دعا کے لیے ہاتھ پھیلا کر بیٹھی تو لگا تھا کہ اپنے اگلے پچھلے سارے گناہ بخشوا کر ہی اٹھے گی۔ بہرحال اس کا یہ انقلاب بہت خوبصورت تھا جس نے احسن کو اس کا پہلے سے زیادہ گرویدہ بنا دیا تھا' اس وقت وہ اپنے موڈ میں تھے جب وہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر ان کے پاس آ کر بیٹھی تو کہنے لگے۔

"تمہاری دعائیں کچھ مختصر نہیں ہو سکتیں' ویسے اتنی دیر تک کیا مانگا کرتی ہو؟۔"

"معافی؟۔" اس کے ایک لفظ میں بہت کچھ تھا اور احسن نادان نہیں تھے جب ہی حیران ہو گئے کہ مختصر جواب کے بعد اس نے مزید سوال کی گنجائش نہیں چھوڑی تھی البتہ تائید کیے بغیر نہیں رہ سکے۔

"واقعی انسان کو معافی اور توبہ کرتے رہنا چاہیے۔" پھر اس کے بالوں کو ہلکا سا جھٹکا دے کر بولے "چلو' اللہ کے حقوق تو پورے کر آئیں' اب ذرا اس کے بندے کے حقوق کا بھی خیال کرو۔"

"بندے کے حقوق ذرا ٹیڑھے ہیں اس لیے۔"

Scanned with CamScanner

"شٹ اپ؟" انہوں نے اس کی بات پوری نہیں ہونے دی تھی۔

یونہی وقت گزرتا چلا گیا۔ وہ پہلے بیٹے پھر بیٹی کی ماں بن کر اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے نبھانے میں لگ گئی تھی۔ اور یہ نہیں تھا کہ وہ سسرال سے بالکل ناتا توڑ بیٹھی تھی۔ ہر عید' بقر عید پر تو احسن ساتھ لے کر جاتے' اس کے علاوہ جب بچوں کی چھٹیاں ہوتیں تو امی کے بلانے پر وہ دونوں بچوں کو ساتھ لے کر چلی جاتی اور آدھی سے زیادہ چھٹیاں ان ہی کے پاس رہتی' اسی کی سفارش سے عمیر اور فضہ کی شادی ہو پائی تھی۔ اور وہ دونوں بھی خوش تھے بس یہ تھا کہ اس کے اور عمیر کے درمیان ایک دیوار کھڑی ہو گئی تھی جسے کبھی کبھی دیکھنے والے بھی محسوس کرنے لگے تھے خصوصاً" فضہ تو ٹوکتی بھی ضرور تھی۔

"بھابی! میرا خیال ہے۔ آپ عمیر سے عمر میں چھوٹی ہی ہوں گی لیکن ان کے ساتھ بی ہیویوں کرتی ہیں جیسے دس گنا بڑی ہوں۔"

"رشتے میں تو بڑی ہوں ناں"

"اتنی بھی نہیں کہ وہ آپ کو دیکھتے ہی باادب با ملاحظہ ہو جاتے ہیں آئی مین دیور بھابھی کا رشتہ تو یوں بھی خاصا شوخ چنچل سا ہوتا ہے' مجھے تو حسرت ہے کہ میرا کوئی دیور ہوتا۔"

"اچھا ہے نہیں ہے۔" اس نے سوچا تھا۔

"عمیر کے مزاج میں تو خاصی شوخی اور رنگینی ہے پھر آپ کو کیسے بخش دیتے ہیں وہ۔" فضہ پھر اسی بات کو لے آئی تھی۔ "اتنا تو وہ احسن بھائی سے بھی نہیں ڈرتے جتنا آپ سے۔"

"ڈرے گا کیوں؟ ہاں عزت کرتا ہے میری۔" وہ خاصی جز بز ہو کر بولی تھی۔

"عزت تو وہ اپنے سے بڑے سب کی کرتے ہیں لیکن اس طرح اٹینشن کسی کے سامنے نہیں ہوتے۔" فضہ نے کہا تو اسے ضبط کرنا مشکل ہو گیا تھا۔

"تو تمہیں اس پر اعتراض ہے؟ کہہ دو عمیر سے کہ میرے سامنے اٹینشن نہ ہوا کرے۔"

"ارے آپ تو برا مان گئیں۔ میرا یہ مطلب تھوڑی تھا۔"

فضہ کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اپنی بات سمجھانے میں ناکام رہی ہو' حالانکہ ایسا نہیں تھا سیدھی سادی بات اور وہ سمجھ بھی گئی تھی لیکن جواب میں اسے کیسے سمجھائے کہ ایسا کیوں ہے۔ اس لیے الجھ گئی تھی۔ اور بس ایسی ہی باتیں تھیں جو اسے ڈسٹرب کر دیتی تھیں کبھی سوچنے بیٹھتی تو اسے لگتا کہ اس کا گناہ وہ نہیں تھا جو رات کی تاریکی میں سرزد ہوا کیونکہ اس میں ایک تو اس کے ارادے کو دخل تھا نہ نیت کو' دوسرے اس شیطان کے آہنی شکنجے میں وہ بے بس و مجبور تھی۔ اس سے بڑا گناہ وہ تھا جو اس نے بھابی کی باتیں سمجھنے کے بجائے مفروضے کہہ کر سننے سے ہی انکار کر دیا تھا پھر ان سے ضد بھی باندھ لی اور ساری خرابی وہیں سے شروع ہوئی تھی۔ روزانہ ان کے سامنے عمیر کے ساتھ نکل جانا' بے شک اس کے دل میں برائی نہ سہی لیکن یہ کیا کم برائی تھی کہ ایک نامحرم پر آنکھیں بند کر کے اعتبار کر لینا' وہ یقیناً" اس بڑے گناہ کی طرف جانے والی پہلی سیڑھی تھی جس پر اس نے بھابی کی ضد میں قدم رکھا تھا' اور اب اس کے اندر ملال ہی ملال تھا کہ کاش اس نے بھابھی کی باتیں سنی اور سمجھی ہوتیں پھر ان پر عمل پیرا ہو کر بے شک دوغلی کہلاتی لیکن یوں گناہ گار نہ ہوتی۔ جیسا کہ بھابھی نے کہا تھا' تب وقت گزر چکا ہوتا ہے' اور جو دوسروں کے تجربات سے نہیں سیکھتے' انہیں پھر اپنا تجربہ صرف سکھاتا ہی نہیں رلاتا بھی ہے۔ جیسے وہ روتی تھی۔

✈ ✈ ✈ ✈

ان دنوں وہ کراچی آئی ہوئی تھی۔ بچوں کی سردیوں کی چھٹیاں تھیں اور اتفاق سے عید بھی انہی دنوں میں آ رہی تھی' اس لیے چھٹیاں ہوتے ہی احسن نے امی کے بلاوے پر اسے بچوں کے ساتھ بھیج دیا تھا اور خود انہیں ہمیشہ کی طرح عید سے ایک دن پہلے آنا تھا' بہرحال بچے' دادی کے پاس آ کر حسب سابق بہت خوش تھے۔ اس کی بیٹی مریم اور عمیر کی بیٹی فرح میں بس دو چار دن کا فرق تھا جب کہ عثمان ان دونوں سے

Scanned with CamScanner

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

برا تھا اور غالباً" پہلا اور اکلوتا پوتا ہونے کے ناتے دادی کا بے حد لاڈلا بھی تھا اور ان ہی کے لاڈ کے باعث یہاں آکر کچھ زیادہ شرارتیں کرنے لگتا تھا' وہ ٹوکتی تو امی اکثر اسے ٹوک دیتیں کہ بچہ ہے کھیلنے دو جس سے وہ جز بز ہو کر رہ جاتی۔

اس وقت اسے بچوں کی عید کی شاپنگ کے سلسلے میں بازار جانا تھا۔ اس معاملے میں اب وہ کسی کی محتاج نہیں رہی تھی۔ البتہ اسے عمیر سے گاڑی لینی تھی۔ دونوں بچوں کو پہلے تیار کر کے اس نے عثمان سے کہا کہ وہ چاچو سے گاڑی کی چابی لے آئے۔ اس کے ساتھ مریم بھی چاچو چاچو پکارتی بھاگ گئی تو وہ جلدی سے اپنے کپڑے اٹھا کر واش روم میں چلی گئی' کچھ دیر بعد تیار ہو کر نکلی تو پہلے امی کے کمرے میں جا کر انہیں اپنے جانے کا بتایا پھر اس خیال سے کہ عثمان چابی لے کر گاڑی کے پاس پہنچ چکا ہوگا باہر آئی تو برآمدے کی سیڑھیوں پر فضہ اور عمیر بیٹھے نظر آئے' وہ ان کی پشت پر تھی۔ اس لئے بڑے آرام سے انہیں نظر انداز کر کے لان میں مریم اور فرح کے پیچھے بھاگتے عثمان کو پکارنا چاہتی تھی کہ اس سے پہلے فضہ نے اسے پکار لیا پھر اپنے ساتھ بیٹھے عمیر سے کہنے لگی۔

"عمیر! تم نے غور کیا' احسن بھائی کا بیٹا ان سے زیادہ تم سے مشابہت رکھتا ہے۔"

"اف...!" وہ اپنی جگہ سن ہو گئی۔ "یہ فضہ کیا کہہ رہی ہے؟"

"دیکھو یہ ہنستا بالکل تمہاری طرح ہے' اس کے ہونٹوں کی تراش' اس کی ناک بس صرف آنکھیں احسن بھائی جیسی ہیں' باقی سب انداز بھی تمہارے جیسے ہیں' مجھے تو یہ احسن بھائی سے زیادہ تمہارا...۔"

"شٹ اپ!" عمیر بڑی زور سے چیخ کر اٹھ کھڑا ہوا اور جس تیزی سے پلٹا' اسے دیکھ کر اسی تیزی سے دوبارہ اسی جگہ ڈھے گیا تو وہ فوراً" سنبھل کر آگے آتی ہوئی بولی۔

"فضہ! سوچ سمجھ کر بولا کرو۔" اس کے ٹھہرے ہوئے لہجے میں سخت تنبیہہ تھی۔

"کوئی غلط بات کہی میں نے؟ کیا عثمان' عمیر سے مشابہت نہیں رکھتا؟ اور اس میں کوئی انہونی بات بھی نہیں ہے' چچا بھتیجا ہیں' ایک ہی خون۔" فضہ نے یوں کندھے اچکا کر کہا جیسے ان دونوں کا رویہ اس کی سمجھ میں نہ آرہا ہو۔

"عمیر گاڑی کی چابی دو۔" وہ فضہ کی بات نظر انداز کر گئی اور چابی لیتے ہی بچوں کو اشارہ کرتی برآمدے کے اسٹیپ اتر آئی کیونکہ مزید ایک پل نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ اس کا ذہن بری طرح منتشر ہو گیا تھا اور اندر ایسا شور تھا کہ باہر کی کوئی آواز سنائی ہی نہیں دے رہی تھی۔ بچے شہر کی رونقیں دیکھ کر خوش ہو رہے تھے اور اس سے جانے کیا کیا سوال کر رہے تھے۔ وہ بس ہوں ہاں میں سر ہلاتی رہی۔ شاپنگ بھی ڈھنگ سے نہیں کر سکی' پتا نہیں اور کتنے عذابوں سے گزرنا تھا اسے۔ اس سے تو اچھا تھا پہلے ہی مقام پر سنگسار ہو جاتی۔

رات میں وہ سوئے ہوئے عثمان کو ایک ٹک دیکھے جا رہی تھی جب فضہ پکارتی ہوئی اندر آکر بولی۔

"بھابھی! وہ گاڑی کی چابی دے دیں' صبح عمیر کو آفس جانا ہے۔" اس نے یونہی گم صم انداز میں ٹیبل کی طرف اشارہ کر دیا۔ تو فضہ چابی اٹھا کر جاتے جاتے خیال آنے پر پلٹ کر اس کے پاس بیٹھتی ہوئی بولی۔

"اپنی شاپنگ تو دکھائیں؟"

"کوئی خاص شاپنگ نہیں کی' کیونکہ بچے تنگ کرنے لگے تھے' ایک دو دن میں انہیں چھوڑ کر جاؤں گی۔" اس نے قدرے رک کر کہا' ساتھ ہی شاپر اٹھا کر فضہ کو تھما بھی دیا جس میں جھانکنے اور ہاتھ مارنے کے بعد فضہ کہنے لگی۔

"سنا ہے۔ کوئٹہ میں اچھا کپڑا ملتا ہے' آپ وہاں سے کیوں نہیں لیتیں۔؟"

"بچوں کی وارنٹی یہاں زیادہ ہے۔"

"اچھا میں سوچ رہی تھی۔ آپ کے پاس کوئٹہ آؤں گی تو بہت ساری شاپنگ کروں گی۔ آپ عمیر سے کہیں ناں' مجھے لے کر آئیں آپ کے پاس' میں جب کہتی ہوں' ٹال جاتے ہیں' شاید آپ کی بات مان لیں۔" فضہ کو کوئٹہ جانے کا اشتیاق تھا۔

Scanned with CamScanner

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"عمیر نہیں لے کر آنا تو تم امی کے ساتھ آجاؤ یا ہمارے ساتھ چلنا۔" وہ اس کے اشتیاق کو دیکھ کر بولی تھی۔

"یہ ہو سکتا ہے لیکن میں عمیر کے ساتھ آنا چاہتی ہوں۔" فضہ نے کہا تو وہ کیوں کہتے کہتے رہ گئی پھر مسکرا کر بولی۔

"اچھی بات ہے۔ میں عمیر سے کہوں گی تمہیں لے آئے۔"

"مجھے یقین ہے' وہ آپ کی بات نہیں ٹالیں گے کاش آپ یہاں رہتی ہوتیں تو آپ کے ذریعے میں عمیر سے اپنی ہر بات منوا سکتی تھی۔" فضہ ہنستی ہوئی اٹھ کر چلی گئی اور وہ اس کے لہجے پر غور کرتی رہ گئی جانے وہ سادگی میں کہہ گئی تھی یا جتا گئی تھی۔

پھر اگلے روز وہ بچوں کو لے کر امی کے ہاں چلی گئی اور جب عید سے ایک روز پہلے احسن آئے تب ان کے ساتھ واپس آئی تھی۔ اس بار امی ان کے پیچھے پڑ گئیں کہ اب انہیں کراچی آجانا چاہیے یا پھر بال بچوں کو یہاں سیٹ کر دیں عید کی شام عائشہ آئی تو وہ بھی یہی کہہ رہی تھی۔ 'اسے لگا جیسے سب پہلے سے طے کر کے بیٹھے ہوں کہ مل کر احسن کو گھیر لیں گے۔ اور اس سے پہلے کہ وہ سب کے سامنے ہتھیار ڈال دے' وہ بول پڑی۔

"بہت مشکل ہے ہمارا یہاں آنا کیونکہ میرے بچوں کو یہاں کی آب و ہوا راس نہیں آتی۔"

"کچھ عرصہ پرابلم ہوگی بھابھی! پھر سیٹ ہو جائیں گے۔" عائشہ نے کہا تو اس نے صاف منع کر دیا۔

"نہیں۔ میرا خیال ہے۔ ہم وہیں ٹھیک ہیں اور کوئی اتنی دور بھی نہیں ہیں جو یہاں آنے کے لیے سال بھر پلاننگ کرنی پڑے جب امی بلاتی ہیں آجاتے ہیں' وہ وہی کہہ رہی تھی جو احسن چاہتے تھے اور وہ یہی سمجھے کہ وہ ان کی طرف سے بول رہی ہے۔ اس لیے خود اطمینان سے بیٹھے رہے تھے۔

* * * *

کتنا بہت سارا وقت گزر گیا تھا۔ اس نے احسن کے ساتھ بظاہر بڑی کامیاب زندگی گزاری تھی۔ بظاہر یوں کہ اس کے اپنے اندر ہمیشہ خلش رہی تھی۔ جس پر وقت بھی اثر انداز نہیں ہوا تھا شاید اس لیے کہ وقتاً "فوقتاً" کوئی ایسی بات ہو جاتی جو اس کے سکون میں تلاطم برپا کر دیتی جیسے شادی کے بارہ سال بعد احسن نے اپنے تئیں اسے خوشخبری سنائی تھی کہ انہیں پروموٹ کر کے ہیڈ آفس بھیجا جا رہا ہے لہٰذا اب وہ مستقل کراچی میں رہیں گے۔ تو اس پر اس نے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا تھا حالانکہ اس وقت وہ کراچی جانے سے خوفزدہ نہیں ہوئی تھی لیکن مستقل وہاں رہنے کے خیال نے اسے پریشان کر دیا تھا بڑی مشکل سے وہ احسن کو یہ سمجھا پائی تھی کہ کراچی کے ہنگاموں سے اسے گھبراہٹ ہوتی ہے پھر فضا کی آلودگی اسے بیمار کر دیتی ہے۔ وہ زیادہ دن وہاں نہیں رہ سکتی۔ پھر تین چار سال کے بعد اس کے بیٹے عثمان نے شوشہ چھوڑا کہ انہیں — دادی کے پاس رہنا چاہیے جس پر اس نے کوئی اعتراض نہیں کیا لیکن بڑی سہولت سے مریم کے گریجویشن کرنے تک ٹال گئی تھی۔ گو کہ اب اسے کوئی خطرہ نہیں تھا لیکن خدشہ موجود تھا کہ ایک گھر میں رہنے سے اس کا یا عمیر کا کوئی بھی انداز احسن کو چونکا سکتا تھا' جیسے فضہ ٹوکتی تھی اور عائشہ نے تو دو تین بار حیران ہو کر پوچھا تھا۔

"آپ کی عمیر بھائی کے ساتھ لڑائی ہوئی ہے کیا؟"

"نہیں۔" اس نے بظاہر سرسری انداز میں کہا تھا۔

"پھر کیا بات ہے جو وہ آپ کو دیکھتے ہی کترا کر نکل جاتے ہیں اور آپ کو بھی میں نے ان سے بات کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔" عائشہ کو مطمئن کرنے میں اسے کتنی مشکل ہوئی تھی' یہ وہی جانتی تھی۔

اور احسن کے سامنے تو یوں باتیں بنا کر وہ انہیں مطمئن کر ہی نہیں سکتی تھی۔ ان سے کچھ بعید نہیں تھا کہ وہ اسے اور عمیر کو سامنے بٹھا کر دونوں کا مسئلہ پوچھنے بیٹھ جاتے۔ بہرحال اپنے طور پر اس نے سوچ لیا تھا کہ جب عثمان کی شادی کا وقت آئے گا تب الگ گھر کی ضرورت کا احساس دلا کر وہ کراچی سیٹل ہونے

Scanned with CamScanner

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پر آمادگی ظاہر کرے گی اور اس میں کوئی بہت زیادہ وقت بھی نہیں تھا۔ عثمان انجینئرنگ کے آخری سال میں تھا اور احسن ابھی سے اس کی جاب کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ ان دنوں بھی وہ اسی سلسلے میں کراچی گئے ہوئے تھے تین دن کا کہہ کر گئے تھے اور آج چوتھا دن تھا جب ہی تشویش کا اظہار کرنے کے بعد اس نے عثمان کو فون کر کے معلوم کرنے کا کہا تو وہ کچھ سستی سے بولا۔

"ممی! آپ خود کر لیں ناں' ویسے آپ کو پریشانی کیا ہے؟ پاپا دادی کے پاس آرام سے ہوں گے۔"

"آرام سے ہوتے تو فون ضرور کرتے۔" اس نے کہا تو مریم فوراً" اٹھتے ہوئے بولی۔

"میں معلوم کرتی ہوں ممی! عثمان بھائی تو بس ایسے ہی۔"

"ہاں کہہ دو' مجھے پاپا سے ذرا محبت نہیں۔"

"ذرا سی تو ہے۔" مریم ہنستی ہوئی بھاگ گئی' تو اس نے پہلے عثمان کو جلدی سونے کی تاکید کی پھر مریم کے پیچھے آئی اور رک کر اسے فون پر احسن سے باتیں کرتے ہوئے سننے لگی۔ جب وہ فون بند کر کے اس کی طرف پلٹی تب اس نے پوچھا۔

"کب آ رہے ہیں؟"

"کل شام میں کہہ رہے تھے۔ ان کا کام تو ہو گیا تھا لیکن دادی نے روک لیا اور ابھی وہ خود فون کرنے والے تھے۔" مریم بتا کر یوں دیکھنے لگی جیسے اور کوئی کام؟

"اچھا' اب تمہارا اسٹڈی کا پروگرام تو نہیں ہے؟" اس نے گھڑی دیکھ کر پوچھا۔

"نہیں سوؤں گی آپ کے ساتھ۔" مریم نے کہا تو وہ اسے لائٹ آف کرنے کا کہہ کر اپنی جگہ پر جا لیٹی۔

"کوئی کہانی سنائیں ممی!" مریم لائٹ آف کر کے اس کے پاس لیٹتی ہوئی بولی تو اس کی بچکانہ فرمائش پر وہ بے ساختہ مسکرائی۔

"اب تم بچی نہیں ہو' چلو سو جاؤ' صبح جلدی اٹھنا ہے' کالج جاؤ گی ناں؟"

"جی۔!" مریم نے بہت سعادت مندی سے اس کے کندھے پر پیشانی ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں تو اسے تھپکتے تھپکتے وہ خود ہی سو گئی تھی۔

صبح دونوں بچوں کے جانے کے بعد اس نے حسب معمول پہلے ماسی سے گھر کی صفائی کروائی پھر اسے سودا وغیرہ لانے بازار بھیج کر اپنے لیے چائے بنانے کی غرض سے کچن کا رخ کیا تھا کہ فون کی بیل بجنے لگی۔ اس نے آ کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو۔!"

"جی میں عمیر۔!" ادھر سے عمیر نے اسی قدر کہا تھا کہ اس نے روکھے انداز میں پوچھا۔

"کیا بات ہے؟"

"وہ بچے کہاں ہیں؟ عثمان اور مریم؟" عمیر کے محتاط انداز پر وہ ٹھٹھک کر بولی۔

"کالج گئے ہیں۔ کیوں؟"

"مجھے ان سے نہیں آپ سے بات کرنی ہے۔ احسن بھائی ابھی یہاں سے روانہ ہوئے ہیں۔ میں نے سوچا آپ اکیلی ہوں گی تو۔" عمیر جھجک رہا تھا۔ یا شاید اسے اپنی بات کہنے میں بہت دقت ہو رہی تھی۔ وہ کچھ ناگواری سے اس کے مزید بولنے کا انتظار کرنے لگی۔

"ایسا ہے کہ رات امی نے ہم بھائیوں کے سامنے اپنی ایک خواہش کا اظہار کر کے مجھے پریشان کر دیا ہے۔" عمیر قدرے توقف سے گویا ہوا تھا۔ "آپ سنیں گی تو آپ بھی پریشان ہوں گی لیکن پریشان ہونے سے تو مسئلہ حل نہیں ہو گا۔"

"تم اصل بات بتاؤ۔" اس نے تمہید سے اکتا کر ٹوکا تو ادھر وہ جلدی سے بولا۔

"امی' عثمان اور فرح کی شادی کی بات کر رہی تھیں۔"

"پھر؟" وہ تنک کر بولی' "اس میں پریشانی کی کیا بات ہے تمہیں اگر اعتراض ہے تو صاف منع کر دو۔"

"میرے پاس منع کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے' اس لیے کہ میری ایک نہیں تین بیٹیاں ہیں اور تینوں میں سے کسی ایک کی شادی بھی عثمان کے ساتھ نہیں ہو سکتی۔ وجہ میں بتاؤں بھابھی بیگم یا؟"

Scanned with CamScanner

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ گیا تھا اور وہ خود بھی گرنے کو تھی۔ بمشکل صوفے کی بیک تھام کر خود کو سہارا دے کر بٹھایا اور خوف زدہ نظروں سے ادھر ادھر جھولتے ریسیور کو گھورنے لگی۔ اس کا ذہن ماؤف تھا اور اندر دور تک سناٹا۔ عمیر مر چکا تھا۔ سارا بوجھ اس کے کندھوں پر ڈال کر خود یقیناً" آرام سے ہو گیا ہو گا کہ اب باقی جنگ اسے لڑنی ہے۔ اور وہ کہاں تک لڑے گی۔ فرح کے لیے منع کرے گی تو امی سحر کا نام لے دیں گی اس کے بعد کرن تھی اور وہ اس گھر کی ساری لڑکیوں کو ریجیکٹ کرنے کا کیا جواز پیش کرے گی۔

"میرے خدا۔" اس نے دکھتے ہوئے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔ "اس عمر میں کسی رسوائی سے پہلے مجھے موت دے دے۔"

"بی بی! یہ سودا؟" ماسی کی آواز پر اس نے سر اٹھائے بغیر اسے کچن میں جانے کا اشارہ کر دیا۔ اس کے بعد سارا دن وہ جلے پیر کی بلی کی طرح ادھر سے ادھر چکراتی رہی تھی۔ عثمان کالج سے لوٹا تو کھانا کھاتے ہی کہیں نکل گیا تھا اور مریم حسب معمول سو گئی تھی۔ احسن کا اسے پتا تھا کہ وہ سیدھے آفس گئے ہوں گے اور شام میں ہی گھر آئیں گے۔ ان کے آنے تک وہ چاہتی تھی اس ٹینشن سے نکل جائے لیکن ہر کوشش میں ناکامی نے اسے مزید توڑ دیا تھا جب مریم سو کر اٹھی، وہ بخار میں جل رہی تھی۔

"آپ یقیناً" سردی میں باہر نکلی ہوں گی بغیر گرم کپڑے کے۔" مریم نے چائے کا کپ اسے تھماتے ہوئے کہا تو وہ کھوئے کھوئے انداز میں بولی۔

"نہیں، میں تو سارا دن انگاروں پر چلتی رہی ہوں۔ دیکھو میرے پیروں میں کیسے آبلے پڑے ہیں۔"

"ممی! آپ بخار میں پتا نہیں کیا کیا بولتی ہیں۔ دیکھیں پاپا آ رہے ہیں۔ آپ جلدی سے چائے پی لیں پھر وہ آپ کو ڈاکٹر کے پاس لے جائیں گے۔" مریم احسن کی گاڑی کی آواز سن کر جلدی جلدی بولتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور جیسے ہی احسن اندر آئے سلام کرنے کے ساتھ کہنے لگی۔

"تیار ہو جائیں پاپا! ممی کو بخار ہے اور آپ کو پتا ہے ایسی حالت میں وہ کیسی باتیں کرتی ہیں۔"

"کیا ہوا ہے انہیں؟" احسن بریف کیس مریم کو تھما کر اس کے پاس چلے آئے۔ "رات فون پر تو مریم نے تمہاری طبیعت کا نہیں بتایا تھا۔ کب سے ہے بخار، ڈاکٹر کو دکھایا؟"

"نہیں صبح تک میں ٹھیک تھی۔" وہ ان سے نظریں نہیں ملا پائی تو کپ رکھنے کے بہانے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"لاؤ مجھے دو۔" انہوں نے کپ لے کر ٹرے میں رکھا پھر پوچھنے لگے۔ "ڈاکٹر کے پاس چلو گی یا اسے یہیں بلا لاؤں؟"

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ٹیبلٹ لے چکی ہوں، معمولی بخار ہے۔ اس سے اتر جائے گا۔" اس کے ساتھ ہی مریم کو پکار کر ان کے لیے چائے لانے کا کہا تو وہ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے وارڈ روب کھول کر پوچھنے لگے۔

"عثمان کہاں ہے؟"

"کسی دوست کے ہاں گیا ہے، آتا ہو گا۔" وہ دزدیدہ نظروں سے انہیں دیکھنے لگی تھی۔ وہ اپنے کپڑے لے کر واش روم میں چلے گئے، کچھ دیر بعد ادھر وہ نکلے، ادھر مریم ان کے لیے چائے لے کر آ گئی تو اس سے کہنے لگے۔

"بیٹا! اپنی ممی کے لیے سوپ بنا دو، اور ہاں میرے بریف کیس میں ایک پیکٹ ہے، آپ کے لیے فرح نے دیا ہے نکال لو۔"

"اور پاپا! سب لوگ کیسے ہیں وہاں؟" مریم نے رک کر پوچھا۔

"سب ٹھیک ہیں۔ البتہ آپ کے چاچو کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔" احسن مریم کو جواب دے کر اس کی طرف متوجہ ہو گئے تھے جب ہی مریم نے مزید کوئی سوال نہیں کیا اور کمرے سے نکل گئی۔

"میرا خیال ہے، تم ڈاکٹر کو دکھا دو، کہیں رات میں پریشانی نہ ہو۔" اس نے کچھ کہنے کے بجائے کمبل اپنے اوپر یوں کھینچا جیسے اس کا کہیں جانے کا موڈ نہ ہو۔

Scanned with CamScanner

اور احسن سمجھ گئے اس وقت وہ کچھ نہیں سنے گی۔ اگر زیادہ کچھ کہا تو ناراض بھی ہو جائے گی اس لیے موضوع بدل کر ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے اور جو بات وہ سننا چاہتی تھی' وہ انہوں نے رات کے کھانے کے بعد جب بچے اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تب کی تھی۔

"امی کی خواہش ہے کہ ہم عثمان کے لیے عمیر کی کوئی ایک بیٹی لے لیں۔ میرے لیے تو وہ تینوں بچیاں ایک سی ہیں' اس لیے میں نے انتخاب تم پر چھوڑ دیا ہے۔"

"میرے خدا!۔" اس نے پیشانی گھٹنوں پر رکھ لی۔ "جس گناہ کا میرے دل میں خیال تک نہیں تھا۔ اس کی سزا مجھے کیوں مل رہی ہے۔"

"میں جانتا تھا' انتخاب کرنے میں تم بھی چکرا جاؤ گی' چلو عثمان سے پوچھ لیتے ہیں۔" وہ محظوظ انداز میں کہتے ہوئے غالباً عثمان کو بلانے چلے گئے تھے۔

"الٰہی ان چوبیس برسوں میں میں ہر پل معافی اور توبہ کے دروازوں پر دستک دیتی رہی ہوں۔ بھابھی نے تو کہا تھا' اس کے بعد گناہ یوں دھل جاتے ہیں جیسے سرزد ہی نہ ہوئے ہوں بشرطیکہ انسان اسی پر قائم رہے' اور میں قائم بھی رہی' پھر میرے لیے رسوائی کا سامان کیوں ہو رہا ہے۔" اس کی پلکوں سے قطرہ قطرہ آنسو گرنے لگے تھے جنہیں انگلیوں پر سمیٹ کر اس نے سر اونچا کیا تھا کہ احسن' عثمان کے ساتھ اندر آتے ہوئے بولے۔

"لو بھئی' آ گیا تمہارا بیٹا' اس سے پوچھو۔"

اس کی نظریں دونوں میں سے کسی ایک پر نہیں ٹھہر رہی تھیں جب کہ دل پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ یہ اسی شخص کا بیٹا ہے جس کے پہلو میں کھڑا ہے۔

"کیا پرابلم ہے پاپا؟۔" عثمان نے اس کی نظروں سے الجھ کر پوچھا تو اس کے پرابلم کہنے پر احسن ذرا سا ہنسے پھر اسے اس کی دادی کی خواہش بتا کر تینوں لڑکیوں میں سے انتخاب کرنے کو کہا تو وہ کندھے اچکا کر بولا۔

"تو پاپا! آئی ایم ساری' مجھے ان لڑکیوں میں سے کسی کا انتخاب نہیں کرنا کیونکہ میں پہلے ہی اپنا لائف پارٹنر منتخب کر چکا ہوں۔"

"واٹ؟۔" احسن بے یقینی سے بیٹے کو دیکھ رہے تھے اور روہ یقین کی منزلیں طے کر رہی تھی کہ اس کی معافی' توبہ' بارگاہ یزداں میں قبول ہو کر اس رات کی سیاہی پر پردہ ڈال گئی ہے۔ بہت ہلکی پھلکی ہو کر اس نے بیک پر سر رکھ کر پلکیں موند لیں اور دل ہی دل میں ان باتوں کو دہرانے لگی جن کی اسے ساری نادان لڑکیوں کو تعلیم دینی تھی۔

"دیور بالکل بھائیوں کی طرح ہوتا ہے بھائی لگتا ہے لیکن وہ بھائی نہیں ہوتا' شیطان ہوتا ہے اور اگر کسی نادان لڑکی نے اسے جھٹلانے کی کوشش کی تو اسی کی طرح سنگساری کے عذاب سہتی رہے گی' تاوقتیکہ اوپر سے معافی کا اعلان نہ ہو جائے۔"

"رومیل۔" احسن کے پکارنے پر اس نے پلکوں کے در کھول کر انہیں دیکھا تو وہ اسی بے یقینی کی کیفیت میں بولے۔

"سنا تم نے' یہ عثمان کیا کہہ گیا ہے۔؟"

"آپ ہی کا بیٹا ہے۔" وہ یقین سے کہہ کر مسکرائی تھی۔

Scanned with CamScanner